بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(سنن أبي داود ج ۴ ص ۱۷۸ حديث نمبر: ۴۲۹۳)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندیؒ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرۂ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منوروا شریف بہار الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(سنن أبي داود ج ۴ ص ۱۷۸ حدیث نمبر: ۴۲۹۳)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندیؒ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

تحقیق وحواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرۂ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منورواشریف بہار الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

تالیف : قطب الہند حضرت مولانا حکیم سید احمد حسن منورویؒ

تحقیق وحواشی: اختر امام عادل قاسمی (نبیرۂ حضرت مؤلفؒ)

سن اشاعت: ۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۰ء

صفحات: 60

قیمت: 50

ناشر: جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ سوہما، ضلع سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ: سوہما، وایا: بتھان، ضلع سمستی پور ، بہار، 848207-رابطہ نمبرات: 9934082422 - 9473136822 ویب سائٹ:

www,jamiarabbani.org email. Jamia.rabbani@gmail.com

☆مکتبہ الامام، سی 212، شاہین باغ، ابو الفضل انکلیو پارٹ ۲، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 25

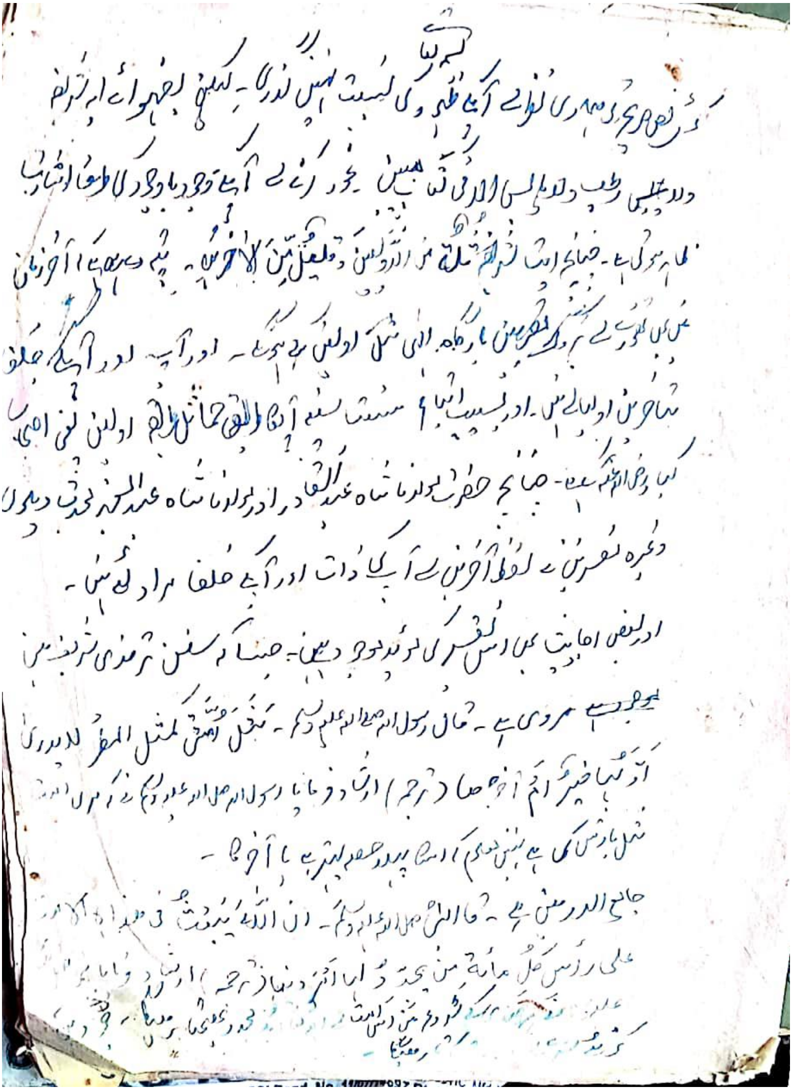

بسم اللہ

ذکر نصوص حدیث میں ہماری کوئی آپ کے قطع وقت کی نسبت نہیں گذرا۔ لیکن بعض حضرات اہل علم
والا مجلس رطب ویابس الارض تک ہمیں مجبور کرتے ہیں آپ کے وجود باوجود کا اطلاع اشارہ
علماء ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین۔ پھر ... آخر زمان
میں ہی ہو گئے یعنی آخر وقت میں بارگاہ الٰہی مثل اولین کے ہوگا۔ اور آپ اور آپ کے خلفاء
شامل اولیاء میں۔ اور بسبب اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل اولین کی اصحاب
کبار رضی اللہ عنہم سے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
وغیرہ مفسرین نے لفظ آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں۔
اور بعض احادیث میں اس تفسیر کی تائید موجود ہیں۔ جیسا کہ سنن ترمذی شریف میں
... مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مثل امتی مثل المطر لا یدری
اولہ خیر ام آخرہ (ترجمہ) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت
مثل بارش کی ہے نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔
جامع الصغیر میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ
علی رأس کل مائۃ من یجدد لہا امر دینہا (ترجمہ) ارشاد فرمایا ...
[illegible]

کتاب "حضرت امام ربانی۔۔۔۔(مخطوطہ) کے صفحۂ اول کا عکس

خود حضرت منورویؒ کے قلم سے

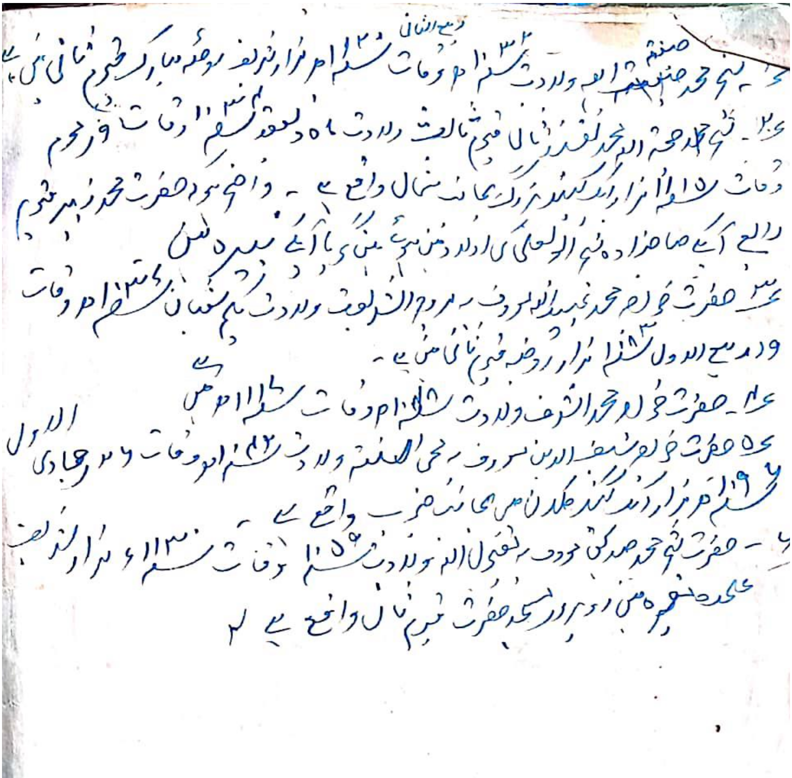
۱ - شیخ محمد صادق ولادت ... ھ وفات ۲ ربیع الثانی ۱۰۳۲ھ مزار شریف روضہ مبارک حضرت مجدد الف ثانی میں ہے
۲ - شیخ محمد حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی فرزند ثالث ولادت ۵ ذیقعد ۱۰۳۴ھ وفات ۲۹ محرم
وفات ۱۱۱۵ھ مزار اندر گنبد بزرگ جانب شمال واقع ہے۔ واضح ہو کہ حضرت محمد زبیر قیوم
رابع آپکے صاحبزادہ شیخ ابوالعلائی کی اولاد میں سے ہیں یا آپکے نبیرہ ہیں
۳ - حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بہ مروج الشریعت ولادت ماہ شعبان ۱۰۳۴ھ وفات
۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مزار روضہ حضرت مجدد الف ثانی میں ہے۔
۴ - حضرت خواجہ محمد اشرف ولادت ۱۰۹۳ھ وفات ۱۱۴۷ھ میں
۵ - حضرت خواجہ سیف الدین معروف بہ محی السنت ولادت ۱۰۴۹ھ وفات ۲۶ جمادی الاول
۱۰۹۶ھ مزار اندر گنبد علیحدہ متصل جانب مغرب واقع ہے۔
۶ - حضرت شیخ محمد صدیق معروف بہ فضل اللہ ولادت ۱۰۵۹ھ وفات ۱۱۳۰ھ مزار شریف
علیحدہ حجرہ میں روبرو مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے

کتاب "حضرت امام ربانی۔۔۔۔(مخطوطہ) کے آخری صفحہ کا عکس
خود حضرت منورویؒ کے قلم سے

مندرجات کتاب

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱	گنجینۂ نایاب	۱۰
۲	مخطوطہ کی دریافت	۱۰
۳	عہد تالیف	۱۱
۴	کتاب کے مآخذ	۱۱
۵	کتاب کی تحقیق و تعلیق	۱۲
۶	ولادت سے قبل بشارتیں	۱۴
۷	اشارات قرآنی	۱۴
۸	اشارات نبوی	۱۶
۹	آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں	۲۰
۱۰	حضور غوث پاکؒ کا ارشاد	۲۰
۱۱	حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد	۲۰
۱۲	حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد	۲۱
۱۳	حضرت خلیل اللہ بدخشیؒ کا الہام	۲۲
۱۴	دیگر مشائخ کرام کے الہامات	۲۲
۱۵	حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کا ارشاد	۲۳
۱۶	منجمین کی پیش گوئی	۲۴
۱۷	ارکان سلطنت کے خواب	۲۴

صفحات	مضامین	سلسلہ نمبر
۲۶	حضرت مخدوم عبد الاحدؒ کا کشف	۱۸
۲۷	اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت	۱۹
۲۸	آپ کی ولادت باسعادت کا بیان	۲۰
۳۰	زمانۂ طفولیت	۲۱
۳۰	حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے حضور	۲۲
۳۱	علم شریعت اور اپنے والد ماجد سے استفادہ	۲۳
۳۱	آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقۂ کبرویہ کی اجازت	۲۴
۳۳	سفر اکبر آباد	۲۵
۳۴	سند مصافحہ	۲۶
۳۴	علم طریقت اور اپنے والد ماجد سے خلافت	۲۷
۳۵	دیگر کمالات اور نسبت فردیت	۲۸
۳۵	آپ کے والد ماجد کا طریقۂ نقشبندیہ کی توصیف کرنا	۲۹
۳۵	افضلیت طریقۂ نقشبندیہ	۳۰
۳۶	آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے نیاز مندی	۳۱
۳۷	مدہوشی و فنا	۳۲
۳۸	مقام ظلال و فناء الفنا	۳۳
۳۸	مرتبۂ علمی	۳۴
۳۸	مقام حیرت و حضور نقشبندیہ	۳۵

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۳۶	مقام فنائے حقیقی و شرح صدر	۳۹
۳۷	مقام حق الیقین و جمع الجمع	۳۹
۳۸	مرتبۂ فرق بعد الجمع	۳۹
۳۹	نسبت مرادیت و محبوبیت	۴۰
۴۰	حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادریؒ سے خلافت	۴۰
۴۱	ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت	۴۲
۴۲	سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ	۴۳
۴۳	طریق مجددیہ میں تمام نسبتوں کا شمول	۴۳
۴۴	آپ کی شان میں حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہ کے ارشادات	۴۴
۴۵	حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال	۴۵
۴۶	قصیدہ	۴۷
۴۷	آپ کے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق میں فرق	۴۷
۴۸	مرض الموت اور وصال پر ملال	۴۹
۴۹	نسبی یادگاریں	۵۱
۵۰	حضرت خواجہ محمد صادقؒ	۵۱
۵۱	خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ	۵۱
۵۲	عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانیؒ	۵۲
۵۳	تتمہ	۵۳

فہرست حواشی

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۵۴	صلۃ بن اشیم	۱۸
۵۵	شیخ الاسلام احمد جامؒ	۲۰
۵۶	حضرت شیخ سلیم بن بہاء الدین چشتی	۲۲
۵۷	شیخ نظام نارنولیؒ	۲۳
۵۸	حاجی سلطان تھانیسریؒ	۲۴
۵۹	شیخ جلال الدین تھانیسریؒ	۲۵
۶۰	حضرت سید شاہ کمال کیتھلیؒ	۲۶
۶۱	ابوالفضل	۲۷
۶۲	مولانا کمال الدین کشمیریؒ	۳۱
۶۳	شیخ یعقوب صرفیؒ	۳۲
۶۴	فیضی	۳۳
۶۵	حضرت سید تاج الدین عبد الرزاقؒ	۴۰
۶۶	حضرت شاہ سکندر قادریؒ	۴۱
۶۷	ماخذ و مراجع	۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گنجینۂ نایاب

یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے حالات و کمالات اور مقامات کے مختصر تذکرہ پر مشتمل ہے اور عقیدت و محبت کی روشنائی میں قلم کو ڈبو کر لکھا گیا ہے، یہ عرصۂ دراز سے کاغذات کے انبار میں دفن تھا، اور حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ کی اس کتاب سے کوئی شخص واقف نہیں تھا، حضرت منورویؒ کی دو کتابیں۔ "مختصر حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ" اور "" سرکار غریب نواز"۔ آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے زیر نگرانی شائع ہوئی تھیں، ان سے احباب حلقہ عام طور پر واقف ہیں، لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت اور مقام پر ان کی یہ تالیف لطیف اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑی ہوئی تھی، عجب نہیں کہ ضائع ہو جاتی، اللہ پاک کی توفیق سے اس بندۂ عاجز کو اس عظیم علمی وروحانی خزانہ تک رسائی نصیب ہوئی، اس حقیر کو شروع سے خاندانی کاغذات بالخصوص حضرت جدامجد کی چیزوں سے خاص دلچسپی رہی ہے، طالب علمی کے زمانے میں تو اس کا شعور نہیں تھا، لیکن رسمی طالب علمی سے فراغت کے بعد مجھے اس جانب خاص توجہ ہوئی ، اور اسی ضمن میں کئی نادر ونایاب چیزوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی دریافت ہوا، فللہ الحمدو الشکر۔

مخطوطہ کی دریافت

یہ قلمی رسالہ خود حضرت منورویؒ کے اپنے قلم سے ایک عام قسم کی کاپی پر لکھا ہوا ہے، مجھے حضرت منورویؒ کے خطوط و تحریرات مسلسل پڑھتے رہنے کی وجہ سے آپ کے خط اور طرز تحریر سے تھوڑی مناسبت پیدا ہو گئی ہے، لیکن مزید توثیق کے لئے میں نے یہ رسالہ اپنے

والد ماجد حضرت مولانا محفوظ الرحمن صاحب قادری نقشبندی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا، جو اس دور میں حضرت منورویؒ کی شخصیت کے سب سے بڑے محرم اسرار اور آپ کے خط اور انداز تحریر کے سب سے زیادہ واقف کار ہیں، والد صاحب نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس عظیم علمی و روحانی سرمایہ کے انکشاف پر بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا۔

عہد تالیف

یہ کتاب کب اور کن حالات میں لکھی گئی؟ معلوم نہیں ہے، کتاب پر کوئی سن تاریخ درج نہیں ہے، اور نہ کوئی تمہیدی سطریں تحریر کی گئی ہیں، یہاں تک کہ کتاب کا نام بھی تجویز نہیں کیا گیا ہے۔۔۔۔ شاید اس کا موقعہ نہ مل سکا یا کچھ اوراق گم ہوگئے۔۔۔

البتہ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کے دور آخر کی تحریر ہے، غالباً اس دور کی جب نسبت مجددیہ آپ پر غالب تھی اور آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے منتہائے کمال تک پہونچ چکے تھے، اس کتاب میں جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ حضرت امام مجددؒ کے احوال و مقامات اور امور باطنہ پر گفتگو کی گئی ہے اور ولادت کے قبل سے لے کر مابعد ظہور تک کے اسرار و رموز کی گرہ کشائی کی گئی ہے وہ کسی عارف و محقق اور مرد کامل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

کتاب کے مآخذ

اس کتاب میں کسی حوالہ یا مأخذ کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے، لیکن کتاب کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کے وقت حضرت مؤلف کے پیش نظر درج ذیل کتابیں رہی ہیں:

☆ روضۃ القیومیۃ، مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ

☆ حضرات القدس، مؤلفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ (ولادت ۱۰۰۲ھ

/۱۵۹۳ء - ۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء تک زندہ رہے، صحیح تاریخ وفات معلوم نہیں ہے)

☆زبدۃ المقامات، مؤلفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمیؒ (م ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء)

کتاب کی تحقیق و تعلیق

☆اس کتاب کا نام حضرت مجددؒ کے حالات کی مناسبت سے اس حقیر نے "حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ" تجویز کیا ہے۔

☆مرکزی اور ذیلی عنوانات خود حضرت مؤلفؒ کے قائم کردہ ہیں ،البتہ بعض عناوین کا اضافہ راقم الحروف نے کیا ہے۔

☆حضرت مؤلفؒ کی عبارت میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے، اگر کسی جگہ تشریح یا اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ بات بین القوسین کہی گئی ہے، ہر جگہ بین القوسین کی عبارت اس حقیر کی ہے۔

☆حضرت مؤلفؒ نے صرف ہجری تاریخوں پر اکتفا کیا ہے، بین القوسین میں ان کے مطابق انگریزی تاریخیں بڑھائی گئی ہیں۔

☆حالات وواقعات کو اس موضوع کے دوسرے مصادر و مآخذ سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے، جن کی نشاندہی کر دی گئی ہے، کہیں کوئی فرق یا وضاحت طلب بات نظر آئی تو حاشیہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

☆آیات واحادیث کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے۔

☆کتاب میں جن شخصیات کا ذکر آیا ہے، حاشیہ میں ان میں سے اکثر کا ضروری تعارف لکھ دیا گیا ہے، الا یہ کہ وہ بہت زیادہ متعارف شخصیت ہو یا واقعہ سے براہ راست ان کا تعلق نہ ہو۔

اس طرح کوشش کی گئی ہے کہ کتاب بہتر سے بہتر اور مستند طور پر اہل علم اور اصحاب ذوق کے سامنے پیش کی جائے، اللہ پاک ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور حضرت مؤلفؒ کے رفع درجات کا ذریعہ بنائے اور ان کے فیوض عالیہ سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقعہ عنایت فرمائے آمین۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منورواشریف

۲۹/صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت سے قبل بشارتیں

اشارات قرآنی

کوئی نص صریح تو ہماری نظر میں آپ کے ظہور کی نسبت نہیں گذری، لیکن بفحوائے آیت شریفہ:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ[1]

(ترجمہ: کوئی تر وخشک ایسی چیز نہیں ہے جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو[2])

---

[1]-الانعام :59

[2]- مگر یہاں کتاب مبین سے مراد مفسرین کے نزدیک لوح محفوظ ہے، قرآن کریم نہیں، جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

سعيد بن جُبَيْر، عن ابن عباس قال: خلق الله النون –وهي الدواة –وخلق الألواح، فكتب فيها أمر الدنيا حتى ينقضي ما كان من خلق مخلوق،أورزق حلال أوحرام،أوعمل بر أو فجور وقرأ هذه الآية: { وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلا يَعْلَمُهَا } إلى آخر الآية(تفسير القرآن العظيم ج ٣ص 266 المؤلف : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى : 774هـ)المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر : دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة : الثانية 1420هـ - 1999 م عدد الأجزاء : 8)

جلالین میں ہے:

"وَمَا تَسْقُط مِنْ" زَائِدَة "وَرَقَة إلَّا يَعْلَمهَا وَلَا حَبَّة فِي ظُلُمَات الْأَرْض وَلَا رَطْب وَلَا يَابِس" عُطِفَ عَلَى وَرَقَة "إلَّا فِي كِتَاب مُبِين" هُوَ اللَّوْح الْمَحْفُوظ(تفسير الجلالين ج ٢ ص ٣٥٥المؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد المحلي (المتوفى:864هـ)وجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكرالسيوطي (المتوفى:911هـ)

تفسیر بیضاوی میں ہے:

غور کرنے سے آپ کے وجود باجود کی طرف اشارات ظاہر ہوتے ہیں:

چنانچہ آیت شریفہ:

ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (13) وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ (14)[3]

(ترجمہ: اولین کی ایک پوری جماعت ہے اور بعد والوں میں ایسے کم لوگ ہیں)

پتہ دے رہی ہے کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے سے لوگ مقربین بارگاہ الٰہی مثل اولین کے ہونگے۔۔۔

آپ (حضرت مجددؒ) اور آپ کے خلفاء متأخرین اولیاء میں سے ہیں، اور بسبب اتباع

وَلاَ حَبَّةٍ فِي ظلمات الأرض وَلاَ رَطْبٍ وَلاَ يَابِسٍ } معطوفات على ورقة وقوله : { إِلاَّ فِي كتاب مُّبِينٍ } بدل من الاستثناء الأول بدل الكل على أن الكتاب المبين علم الله سبحانه وتعالى ، أو بدل الاشتمال إن أريد به اللوح وقرئت بالرفع للعطف على محل ورقة أو رفعاً على الابتداء و الخبر { إِلاَّ فِى كتاب مُّبِينٍ }(أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي ج ٢ ص ١٦٢ المؤلف : ناصرالدين أبو سعيد عبد الله بن عمربن محمدالشيرازي البيضاوي (المتوفى:685هـ)

تفسیر ابن عباس میں ہے:

وَلاَ رَطْبٍ } يعني الماء { وَلاَ يَابِسٍ } يعني البادية { إِلاَّ فِي كِتَابٍ } مكتوب { مُّبِينٍ } كل ذلك في اللوح المحفوظ مبين مقدارها ووقتها(تنوير المقباس من تفسير ابن عباس ج ١ ص ١٤٤ المؤلف : ينسب لعبد الله بن عباس – رضي الله عنهما – (المتوفى : 68هـ)، جمعه محمد بن يعقوب الفيروز آبادى (المتوفى : 817 هـ)

روح المعانی میں ہے:

وقوله سبحانه : { إِلاَّ فِى كتاب مُّبِينٍ } كالتكرير لقوله سبحانه : { إِلاَّ يَعْلَمُهَا } لأن معناهما واحد في المآل سواء أريد بالكتاب المبين علمه تعالى أو اللوح المحفوظ الذي هو محل معلوماته سبحانه ، وإلى هذا ذهب الزمخشري وأرادكما قال السعد:أنه تكريرمن جهة المعنى(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج ٥ ص ٣٥٣ المؤلف:شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى : 1270هـ)

[3]-الواقعة :13، 14

سنت سنیہ آپ کا طریق مماثل طریقۂ اولین یعنی اصحاب کبار کے ہے، چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ وغیرہ مفسرین نے لفظ آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں[4]۔

اشارات نبوی

بعض احادیث بھی اس تفسیر کی مؤید موجود ہیں، جیسا کہ سنن ترمذی شریف میں مروی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « مَثَلُ أُمَّتِى مَثَلُ الْمَطَرِ لاَ يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ »قَالَ وَفِى الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ[5]

ترجمہ: ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری امت مثل بارش کے ہے، نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔

---

[4] - یہ بات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں لکھی ہے، تحریر فرماتے ہیں:
"قال المجددالصحابۃ کلھم کانوامستغرقین فی کمالات النبوۃ ومن التابعین اکثرھم ومن اتباع التابعین اقلھم ثم انطمس انوارالنبوۃ واختفیٰ آثارھاوظہرکمالات الولایۃ واستعلیٰ انواھاالسکروالشطح وکثرۃ الخوارق المستفادۃمن التجلیات الصفاتیۃ والظلیۃ حتیٰ اذامضیٰ بعدالھجرۃ الف سنۃ تدارک رحمۃ اللہ الواسعۃ افاض کمالات النبوۃ بمقتضیٰ طینۃ النبی ﷺعلیٰ بعض اتباعہ حتیٰ اشتبہ آخرالامۃ باولھا ----(وقلیل من الآخرین)وھم ارباب کمال النبوۃ الذین وجدوابعدالف سنۃ کماذکرنامن قبل
(تفسیر المظہری ج ۹ ص ۱۴۶، ۱۴۷ مؤلفہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندیؒ (۱۱۴۳ھ - ۱۲۲۵ء) تحقیق: احمد عزو عنایہ، ناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)

[5] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ٥ ص ١٥٢ حديث نمبر: ٢٨٦٩ المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق :أحمدمحمد شاكر و آخرون عدد الأجزاء:5 الأحاديث مذيلةبأحكام الألباني عليها- قال الشيخ الألباني:حسن صحيح

☆جامع الدرر میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[6]

ترجمہ: ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ہر صدی کے شروع میں اس امت سے اللہ تعالیٰ ایک مجدد بھیجتا رہے گا، جو دین کے امر کو نئے سرے سے درست کرتا رہے گا"

☆جمع الجوامع میں امام سیوطیؒ نے نقل کیا ہے کہ

قال النبی ﷺ يکون رجل يقال لہ صلۃيدخل الجنۃبشفاعۃ كذاو كذا

ترجمہ: ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے، میری امت میں ایک شخص صلہ ہو گا (یعنی مخلوق کو خالق سے ملانے والا یا شریعت و طریقت کے ساتھ جمع کرنے والا) جس کی شفاعت سے اتنے اتنے یعنی بے شمار لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

دونوں معنیٰ کے لحاظ سے آپ کی ذات بابرکات صلہ اور مصداق حدیث ہے[7]

---

[6]- سنن أبي داودج ۴ ص ۱۷۸ حديث نمبر:۴۲۹۳ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء:4 مصدر الكتاب:وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي [ملاحظات بخصوص الكتاب]1- موافق للمطبوع 2- معنون 3- مشكل 4 - غير مقابل 5- في التعليق حكم الألباني-قال الألباني: صحيح.* المستدرك على الصحيحين ج 4 ص 567 حدیث نمبر :8592 المؤلف : محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1411 – 1990 تحقيق:مصطفى عبد القادر عطاعدد الأجزاء : 4مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص- تعليق الذهبي قي التلخيص : سكت عنه الذهبي في التلخيص

[7]-اصل روایت اس طرح ہے جس کو بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں، حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے کتاب الزھد والرقاق میں اورابن سعد نے طبقات کبریٰ میں نقل کیاہے:

أخبرناعبدالرحمن بن يزيدبن جابر،قال:بلغناأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول : « يكون في أمتي رجل يقال له : صلة بن أشيم،يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا(دلائل النبوة للبيهقي ج 7ص199حدیث نمبر:2665المؤلف:أحمدبن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى : 458هـ)مصدر الكتاب :موقع جامع الحديث [الكتاب مرقم آلياغير موافق للمطبوع]إعداد البرنامج وتركيبه : المفتي محمد عارف بالله القاسمي * الزهد ويليه الرقائق ج 1 ص 297 المؤلف : عبد الله بن المبارك بن واضح المرزوي أبو عبد الله الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي عدد الأجزاء : 1 * الطبقات الكبرى ج7 ص 137المؤلف : أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هـ)المحقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر – بيروت الطبعة : 1 – 1968 م عدد الأجزاء : 8

☆مگر یہ روایت متصل نہیں ہے، بلکہ عبد الرحمن بن یزید بن جابر کے بلاغات میں سے ہے، یعنی ان تک یہ روایت پہونچی ہے، پہونچانے والے راویوں کے نام معلوم نہیں ہیں، جیسا کہ خود روایت سے ظاہر ہے۔

☆دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں صلہ سے مرادرابطہ یاسنگم نہیں ہے(جیساکہ حضرت مولانازید ابوالحسن فاروقی مجددیؒ نے اس کاترجمہ کیاہے(دیکھئے:مقامات خیر ص ۵۶،۵۷) بلکہ یہ ایک شخص کانام ہے، جیساکہ خود روایت میں ولدیت کے ساتھ ان کانام آیاہے،ان کاپورانام "ابوالصہباء صلہ بن اشیم العدوی" ہے، ابوالصہباء کنیت ہے، یہ قبیلۂ بنوعدی سے تعلق رکھتے تھے، اور بصرہ کے رہنے والے تھے، اکابر تابعین میں سے ہیں، امام بخاریؒ، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان کاتذکرہ تابعین میں کیاہے، جبکہ ابن شاہین اور سعید بن یعقوب نے ان کو زمرۂ صحابہ میں شمار کیا ہے، بڑے متقی اور صاحب کرامات بزرگ تھے، کتب تاریخ وروایات میں ان کی کئی کرامات نقل کی گئی ہیں، مثلاً:

☆ایک جنگ میں ان کاگھوڑامر گیا، انہوں نے اللہ پاک سے دعامانگی کہ پروردگار !راستے میں مجھے کسی کا دست نگر اور منت کش احسان نہ بنا، ان کی اس دعاسے وہ گھوڑا زندہ ہوگیا، آپ نے زین کسااوراس پر سوار ہوکر گھر پہونچ گئے، گھر میں اپنے صاحبزادے سے کہاکہ گھوڑاکازین نکال دو، وہ میں نے کسی سے عاریت پر لیا تھا، زین نکالتے ہی گھوڑاگرپڑااور مر گیا۔

☆ایک بار کسی جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر غراتاہوآیا، وہ شاید بھوکا تھا، لیکن آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے، سلام کے بعد آپ نے شیر سے کہاکہ روزی کہیں اور جاکر تلاش کرو، وہ شیر واپس چلاگیا۔

دوسری حدیث روضۂ قیومیہ میں وارد ہے کہ:

يبعث رجل علىٰ احدعشر مأةسنةهو نور عظيم اسمه اسمى بين السلطانين الجابرين ويدخل الجنةرجالاالوفا[8]

ترجمہ: گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجا جائے گا، وہ میرا ہم نام ہوگا اوراس کا نور عظیم الشان ہوگا، اور ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

ان کا وصال عراق پر حجاج کی گورنری کے ابتدائی ایام میں ۷۵ھ / ۶۹۴ء میں ہوا، غالباً کابل میں قتل کئے گئے، بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یزید بن معاویہؓ کی خلافت کے زمانے میں انہوں نے انتقال فرمایا، جب کہ بعض اہل تاریخ کا بیان ہے کہ وہ سجستان میں ۳۵ھ / ۶۵۵ء میں شہید کئے گئے، اس وقت ان کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی، گویا کہ انہوں نے جاہلیت کا عہد بھی پایا تھا۔

آپ کی اہلیہ کا نام معاذہ بنت عبد اللہ العدویہ (م ۸۳ھ / ۷۰۲ء) تھا، وہ بھی بڑی زاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں ،وہ تابعات میں سے ہیں، بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایات آئی ہیں (جامع العلوم والحكم بشرح خمسين حديثا من جوامع الكلم ج 38 ص 28المؤلف : ابن رجب الحنبلي المحقق : ماهر ياسين فحل ، وقد جعل تحقيقه للكتاب مجانا فجزاه الله خيرامصدر الكتاب : موقع صيد الفوائد إعداد البرنامج : المفتي محمد عارف بالله القاسمي* الإصابة في معرفة الصحابة ج 2 ص 50 المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ* الوافي بالوفيات ج 5 ص 252 المؤلف : صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي (المتوفى : 764هـ * ثقات ابن حبان ج 4 ص 383 المؤلف : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى : 354هـ)مصدر الكتاب : موقع يعسوب)

[8]-(حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۲۹ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

روضۃ القیومیۃ میں یہ روایت جامع الدرر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، مگر حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت مجھے نہیں ملی، بظاہر یہ بے اصل معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ سن کی تعیین کے ساتھ کوئی پیش گوئی صحیح روایات میں منقول نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ امام مہدی کی روایات کے ساتھ خلط کیا گیا ہے۔

آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں

حضور غوث پاک کا ارشاد

روضۂ قیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث پاک اعظمؒ کسی جنگل میں مراقبہ فرمارہے تھے، کہ یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا،اس سے تمام عالم منور ہو گیا،اورالقاء ہوا کہ پانچ سو(۵۰۰)سال کے بعد جب کہ عالم میں شرک وبدعت پھیل جائے گی،ایک بزرگ وحید امت پیدا ہو گا اور دنیا سے شرک والحاد کے نام کو نابود کردے گا،دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا،اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہو گی،اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشیں ہونگے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبد الرزاقؒ کو تفویض کیا،اورارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالہ کرنا،اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا،حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ / ۱۶۰۴ء میں حضرت پیران پیر کے پوتے سید شاہ سکندر قادریؒ نے آپ کے حوالے کیا،جس کا مفصل بیان آگے آئے گا[9]۔

حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جامؒ[10] میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا،

---

[9]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۳۲ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی،ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

[10]- آپ کا اسم گرامی احمد النامقی،کنیت ابو نصر احمد بن ابی الحسن اور لقب شیخ الاسلام ہے،صحابی رسولﷺ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلیؓ(سال اسلام ۱۰ھ)کی نسل سے ہیں،ولادت ۴۴۱ھ مطابق ۱۰۴۹ء میں ہوئی،بالکل امی تھے،بائیس (۲۲)

کہ میرے بعد سترہ (۱۷) آدمی میرے ہم نام ہونگے، ان سب کے آخر کے صاحب جو مجھ سے چار سو (۴۰۰) سال بعد پیدا ہونگے، سب سے افضل ہونگے، شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدینؒ نے اپنی کتاب "رموز العاشقین" میں لکھا ہے، کہ اخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ (۶) لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی، میں نے ان سے عرض کیا کہ اکثر مشائخ کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں، مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں، آپ نے فرمایا، چار سو (۴۰۰) سال بعد ایک بزرگ میرا ہم نام پیدا ہوگا، اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہونگے[11]۔

حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد

نفحات الانس میں مولانا جامیؒ (م ۸۹۸ھ مطابق ۱۴۹۳ء) نے بھی شیخ احمد جامؒ کا مذکورہ بالا مقولہ نقل کیا ہے، اور شیخ کی سن وفات ۶۰۰ھ (تقریباً مطابق ۱۲۰۴ء) تحریر کی ہے، چونکہ حضرت امام ربانیؒ کا ظہور ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۲ء) میں ہوا، جو زمانۂ شیخ سے پورا چار سو (۴۰۰) سال

سال کی عمر میں توبہ کی توفیق ملی، توبہ کے بعد پہاڑ پر چلے گئے، اور اٹھارہ (۱۸) سال مسلسل ریاضت کی، چالیس (۴۰) کی عمر میں رشد و ہدایت کا کام شروع کیا، بڑے صاحب کرامات و تصرفات بزرگ تھے، آپ پر علم لدنی کے دروازے کھول دیئے گئے تھے، باوجود امی ہونے کے تین سو (۳۰۰) محققانہ تصانیف یادگار چھوڑیں، چھ لاکھ لوگوں نے آپ کے دست حق پر بیعت توبہ کی، اللہ پاک نے آپ کو انتالیس (۳۹) بیٹے اور تین (۳) بیٹیاں عطا فرمائی تھیں، آپ کے انتقال کے بعد صرف چودہ (۱۴) لڑکے اور تین بیٹیاں زندہ تھیں، اور یہ چودہ لڑکے سب کے سب عالم، کامل اور صاحب تصنیف ہوئے، آپ کا وصال ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء میں ہوا (نفحات الانس للجامیؒ ص ۹۵۳ تا ۶۰۱، مترجمہ: شمس بریلوی، مکتبہ الحسنات دہلی، ۲۰۱۰ء)

11 ۔ حضرات القدس ج ۲ ص ۱۹ مؤلفہ حضرت مولانا بدر الدین سرہندیؒ، محکمۂ اوقاف پنجاب لاہور، ۱۹۷۱ء۔

بعد ہے، لہذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں [12]۔

حضرت خلیل اللہ بدخشیؒ کا الہام

مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا، سبحان اللہ، سلسلۂ خاندان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں، اس سے شرف ملاقات نہ ہونے کا بڑا افسوس ہے، انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بدخشیؒ کو دیا، جو ۱۰۲۲ھ (مطابق ۱۶۱۳ء) میں آپ کے حضور پیش کیا گیا، اس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی، آپ نے ملاحظہ فرما کر ان کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے [13]۔

دیگر مشائخ کرام کے الہامات

☆حضرت شیخ سلیم بن بہاء الدین چشتی [14]ؒ (ولادت ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء یا ۸۷۷ھ / ۱۴۷۲ء - وفات ۲۹/ رمضان المبارک ۹۷۹ھ مطابق ۲۳/ فروری ۱۵۷۲ء)، شیخ نظام

---

[12]-بلاشبہ نفحات الانس میں حضرت شیخ احمد الجامیؒ کے حالات میں شیخ احمد کی آمد کی پیش گوئی موجود ہے، بلکہ اس میں خرقہ کی سپردگی کا بھی ذکر ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ کا خرقہ تھا جو بطور میراث ان تک منتقل ہوتا چلا آیا تھا۔ مگر وہاں شیخ کی وفات کے چار سو (۴۰۰) سال بعد نہیں بلکہ چند سال بعد کا ذکر ہے، علاوہ یہ بھی صراحت موجود ہے کہ حضرت شیخ جامؒ کے وصال کے چند سال بعد ایک احمد نامی نوجوان بزرگ تشریف لائے اور حسب وصیت حضرت کا رکھا ہوا خرقہ ان کے سپرد کر دیا گیا، یعنی وہی احمد اس پیش گوئی کے مصداق تھے۔ نہ کہ چار سو سال بعد والے احمد سرہندیؒ (دیکھئے نفحات الانس للجامیؒ ص ۹۵۴، مکتبہ الحسنات دہلی، ۲۰۱۰ء)

[13]-روضۃ القیومیہ ص ۴۳ ماخوذ از حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۹ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسینؒ

[14]-آپ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر کی اولاد میں ہیں، برصغیر میں شیخ سلیم کے نام سے مشہور تھے، لیکن عرب و عراق میں شیخ الہند کے نام سے آپ کو شہرت حاصل ہوئی تھی، والد کا اسم گرامی بہاء الدین اور والدہ کا بی بی احد تھا، آپ کی ولادت دہلی میں معارج الولایت کے مطابق ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء اور اخبار الاخیار کے مطابق ۸۷۷ھ / ۱۴۷۲ء میں ہوئی

نارنولیؒ[15] (م ۹۹۹ھ/ ۱۵۹۱ء) ، اور شیخ عبد اللہ سہر وردیؒ اور دیگر اکابر اولیائے ہند کی خدمت میں لوگ حاضر ہو کر اکبر بادشاہ کی بد دینی اور گمراہی کی شکایت کرتے اور ترقئ اسلام کے لئے دعا کے خواستگار ہوتے تھے ، یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت اور مجدد اسلام کا ظہور ہو گا ، وہ سب بد دینی اور ضلالت کو رفع فرمائے گا ، اور قیامت تک اس کا نور باقی رہے گا[16] ۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کا ارشاد

حضرت مخدوم عبد الاحدؒ کی بیعت کے وقت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ (م ۲۳ / جمادی الثانیہ ۹۴۴ھ مطابق ۱۵۳۷ء) نے فرمایا ، کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے ، اس سے شرق و غرب روشن ہونگے ، بدعت و ضلالت دور ہو گی ، میں اگر اس وقت تک زندہ رہا تو وسیلۂ قربِ الٰہی گردانوں گا[17] ۔

، ملک العلماء شیخ مجد الدین سے کتب درسیہ کی تعلیم حاصل کی ، بڑے صاحب کشف و کرامات تھے ، شہنشاہ اکبر آپ کا معتقد تھا ، آپ کا وصال ۲۹ / رمضان المبارک ۹۷۹ھ مطابق ۲۳ / فروری ۱۵۷۲ء کو ہوا ، فتح پور سیکری میں مدفون ہیں (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۶۲ تا ۳۶۴ مؤلفہ مفتی غلام سرور)

[15] - آپ شیخ خانو گوالیری (م ۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء - خلیفۂ خواجہ حسین ناگوریؒ) کے خلیفۂ خاص تھے ، ہر سال نارنول سے پا پیادہ چل کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضر ہوتے تھے ، چالیس سال تک خلق خدا کی روحانی خدمت کی ، آپ پر ہمیشہ ذوق اور وجد طاری رہتا تھا ، اللہ پاک نے بڑی قبولیت سے نوازا تھا ، آپ کی وفات ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء میں ہوئی (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۸۲ ، ۳۸۳ مؤلفہ مفتی غلام سرور)

[16] - حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۲ تا ۳۴ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی ، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

[17] - حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۳ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی ، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

منجمین کی پیش گوئی

روضۂ قیومیہ میں مفصل مندرج ہے کہ ۱۷۱ھ (مطابق ۱۵۶۳ء) میں نواب خان اعظم (اکبر کا رضاعی بھائی مرزا عزیز کوکہ) رکن سلطنت (جو اسلام کی زبوں حالی سے بہت فکر مند تھے) کے دربار میں نجومی جمع ہوئے، اور بالاتفاق سب نے یہ کہا کہ تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہو رہا ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ سے آج تک کبھی نہ نکلا تھا، اس کے بعد یہ نتائج ظاہر ہونگے کہ کوئی مرد خدا اسلام کو دوبارہ تازگی بخشے گا (چنانچہ نواب خان اعظم کو ایسے مرد خدا کے ظہور کا شدت سے انتظار رہا، اور بالآخر حضرت مجددؒ کی زیارت و صحبت کی سعادت انہیں حاصل ہوئی) [18]۔

ارکان سلطنت کے خواب

ارکان سلطنت اکبری- شیخ سلطان [19] (م ۲/ جمادی الثانیہ ۱۰۰۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۵۹۹ء)، خان اعظم، مدار المہام سید صدر جہاں نے چند خواب اس بارے میں دیکھے، ان کی

---

[18]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۵، ۳۶ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

[19]-بادشاہ اکبر کے بڑے مقرب اور علاقہ تھانیسر کے حاکم تھے، کتب تاریخ میں حاجی سلطان تھانیسری کے نام سے مشہور ہیں، اپنے زمانے کے ممتاز علماء و فضلاء میں تھے، حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف تھے، علوم نقلیہ میں کافی دسترس حاصل تھی، چار سال کی مدت میں بادشاہ کے حکم پر آپ نے مہابھارت کا فارسی ترجمہ "رزم نامہ" کے نام سے کیا تھا، بادشاہ آپ کا بڑا قدر دان تھا، اس نے آپ کو تھانیسر اور کرنال کا کروڑی بنا دیا تھا، کچھ عرصہ بعد تھانیسر کے ہندوؤں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ گاؤ کشی کے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں، بادشاہ نے اس جرم میں آپ کو سندھ جلاوطن کر دیا، پھر عبد الرحیم خان خاناں کی سفارش پر دوبارہ اسی عہدہ پر تھانیسر میں بحال کر دیئے گئے، لیکن پھر کسی جرم میں ان کو ماخوذ کر کے سزائے موت کا حکم جاری کیا، چنانچہ ۲/ جمادی الثانیہ ۱۰۰۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۵۹۹ء میں آپ کو پھانسی دے دی گئی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تعبیر کے لئے شیخ جلال الدین تھانیسری[20] (م ۱۴/ ذی الحجہ ۹۸۹ھ مطابق ۱۸/ جنوری ۱۵۸۲ء) کی خدمت میں عرض کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ سرہند سے جو نور کا ظہور دیکھا ہے، وہ کسی ولی برحق کی ولادت کی علامت ہے، اور بگولوں کا دور ہونا اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا دور ہونا ہے[21]۔

آپ حضرت مجددؒ کے خسر محترم ہیں، انہوں نے غیبی الہامات کے تحت اپنی دختر نیک اختر کی شادی حضرت مجدد سے کی تھی، جب وہ تھانیسر کے حاکم تھے اور حضرت مجدد اپنے والد ماجد کے ہمراہ اکبر آباد سے سرہند لوٹتے ہوئے ان کے یہاں قیام فرمایا تھا، یہ شادی بڑی شاہانہ انداز میں ہوئی تھی، اور دلہن سرہند رخصت کی گئی تھی۔ تقریباً ۹۹۸ھ / ۱۵۹۰ء کی بات ہے، اس شادی کے بعد حضرت مجدد کی مالی حالت درست ہو گئی تھی، اپنے خسر کی اس دردناک شہادت سے حضرت مجددؒ کو بے حد صدمہ پہونچا تھا (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۶۰ تا ۱۶۲ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

[20]- حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کے خلیفہ خاص تھے، ماں باپ کی نسبت سے فاروقی تھے، اصلی وطن بلخ تھا، والد کا نام قاضی محمود تھا، سات (۷) سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا، اور سترہ (۱۷) سال کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہو گئے تھے، آپ درس بھی دیتے تھے اور فتویٰ بھی، بڑے صاحب مقامات تھے، بڑی کرامتیں آپ سے منسوب ہیں، ہر وقت آپ پر استغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی، سماع کا خوب ذوق رکھتے تھے، کہا جاتا ہے کہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں آپ کے رتبہ کا بزرگ کوئی نہیں ہوا، آپ کا وصال ۱۴/ ذی الحجہ ۹۸۹ھ مطابق ۱۸/ جنوری ۱۵۸۲ء کو ہوا، مزار تھانیسر میں ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۷۳ تا ۳۷۵ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ، مطبوعہ لاہور)

[21]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۷ تا ۳۹ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

روضۃ القیومیہ میں تمام خوابوں کی پوری تفصیل موجود ہے، حضرت منورویؒ نے بہت اختصار سے کام لیا ہے اور محض اشارات پر اکتفا کیا ہے، ۔۔۔۔۔۔ روضۃ القیومیۃ کے مطابق حضرت شیخ جلال الدینؒ نے صرف سید صدر جہاں (جو سلطنت اکبری میں مدار المہام کے منصب پر فائز تھے) کے خواب کی مذکورہ تعبیر بتائی تھی، شیخ سلطان اور خان اعظم کے خوابوں کی تعبیرات کے لئے دوسرے معبرین سے رجوع کیا گیا تھا، اور ان کی تعبیرات بھی تقریباً مذکورہ تعبیر کے مماثل تھیں۔

حضرت مخدوم عبد الاحدؒ کا کشف

حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہ العزیز(م ۱۷/رجب ۱۰۰۷ھ مطابق ۳/ فروری ۱۵۹۸ء) آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے، غوک، بند اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، ایک نوران کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہو گیا، اور برق خاطف نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشیں ہیں، اس کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مؤدب کھڑے ہیں، ملحدوں، زندیقوں، ظالموں، اور جابروں کو ان کے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں، اور منادی ندا دے رہے ہیں:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا[22]

ترجمہ: حق آیا اور باطل پامال ہوا اور باطل پامال ہونے ہی کے لائق ہے۔

آپ نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلی[23] (ولادت ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء-وفات ۱۹/ جمادی الثانیہ ۹۸۱ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۱۵۷۳ء) سے عرض کیا، آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا

---

[22]-الاسراء: ۸۱

[23]-امام العارفین، سلطان الاوتاد، قدوۃ السالکین، حجۃ العاشقین حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء میں بغداد میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلۂ نسب بارہویں پشت میں حضرت غوث اعظمؒ سے مل جاتا ہے، والد گرامی کا نام سید حاجی عمر تھا، آپ مادرزاد ولی تھے، علم ظاہر وقت کے اکابر علماء سے حاصل کیا، علم ظاہر سے فراغت کے بعد علم باطن کے لئے حضرت شاہ فضیل قادریؒ سے رجوع کیا، اور خرقۂ خلافت حاصل کیا، پھر ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے، اور برسوں سمرقند، بخارا، روم وایران، مصر و فلسطین، اور عراق و حجاز کے بیابانوں اور جنگلوں میں اور اٹلی و سسلی، الجزائر و قبرص کی سنگلاخ پہاڑیوں میں گشت لگاتے رہے۔

پیر طریق کے ساتھ سیر وسیاحت کرتے ہوئے کئی بار سعادت حج سے سرفراز ہوئے، پھر پیر ومرشد کے حکم پر ہندستان تشریف لائے، غالباً آپ شہنشاہ بابر کے آخری ایام میں آئے، ہندستان میں آپ کی آمد کا زمانہ ۹۲۷ھ مطابق

،کہ آپ کو ایک فرزند گرامی پیدا ہو گا جو افضل اولیاء وقت ہو گا، اس کے نور سے شرک و بدعت کی تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہو گا[24]۔

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ (م ۱۶۰۵ء) کے عہد میں جس قدر کفر والحاد کو فروغ اور شرع اسلام کو ضعف اور انحطاط ہو گیا تھا، وہ محتاج بیان نہیں، دربار کا آداب سجدہ تھا، اور بادشاہ کے مہر خاص کا سجعہ تھا جل جلال اکبر "اور دوسری مہر تھی "مااکبر شانہ تعالی"۔

ایک دن وزیر سلطنت ابوالفضل[25] (ولادت ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء -وفات ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء) نے عربی زبان میں ایک کتاب بادشاہ کو لا کر دی، اور کہا کہ آسمان سے آپ کے واسطے فرشتہ لایا ہے، تاکہ آپ اس پر عمل کریں، چنانچہ اس کتاب کی ایک آیت یہ بھی تھی:

یاایھاالبشر لاتذبح البقر ،وان تذبح البقر فمأواک السعر "

۱۵۲۰ء ہے، اول اول ٹھٹھہ میں قیام فرمایا جو کہ علم وادب، تہذیب و تمدن اور فنون لطیفہ کا مرکز تھا، اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازیؒ، حضرت سید شاہ عبد اللہؒ، اور حضرت شاہ مبین تھے، آخر الذکر دونوں بزرگ حضرت غوث اعظمؒ کی اولاد میں ہیں، ان دونوں کے مزارات ٹھٹھ میں ہے، یہاں آپ نے تقریباً دو سال قیام فرمایا، اس کے بعد آپ ملتان تشریف لائے، پھر لدھیانہ اور سرہند ہوتے ہوئے بالآخر کیتھل پہونچے اور یہیں مستقل مقیم ہو گئے، یہاں بے شمار خلق خدا نے آپ سے فیض پایا، آپ کے خلفاء کی بڑی تعداد ہے، آپ کی وفات ۱۹ / جمادی الثانیہ ۹۸۱ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۵۷۳ء کو ہوئی، مزار کیتھل میں واقع ہے، جو مشرقی پنجاب میں ضلع کرنال کی ایک تحصیل ہے (تذکرۂ مشائخ قادریہ ص ۱۳۱ تا ۱۳۸ مؤلدہ مولانا محمد دین کلیم قادری، ناشر مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

[24]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۳ تا ۳۴ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

[25]-ابوالفضل ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء میں آگرہ میں پیدا ہوا، یہ شیخ مبارک ناگوری کا بیٹا ہے، یہ شیعہ تھا، اپنے بڑے بھائی فیضی کے ذریعہ دربار میں پہونچا اور اپنی ذہانت کی بدولت جلد ہی بادشاہ کا منظور نظر بن گیا، اکبر نامہ اور آئین اکبری لکھی، ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء میں قتل ہوا (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۷ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

ترجمہ: اے بشر! گائے کو ذبح مت کرو، اور جو تو کرے گا تو ٹھکانہ تیرا جہنم ہو گا[26]۔

یہ وہ حالات تھے جب شخصی طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں، امداد غیبی کا ہر کس و ناکس کو انتظار تھا اور امام وقت اور مجدد اسلام کے لئے سب چشم براہ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت جناب کی
قیوم وقت ،شاہ ولایت مآب کی

غوث زمان وقطب وجود وامام دہر
سر تاج اولیاء شہ گردوں قباب کی[27]

تشریف لائیے شہ کون ومکاں شتاب
راہیں بتایئے ہمیں صدق وثواب کی

مشہور ہے کہ ۱۰/ محرم ۹۷۱ھ (مطابق ۶/ ستمبر ۱۵۶۳ء) شب جمعہ کو ایک نور عالم تاب آسمان سے ظاہر ہوا، جس کا تمام خلقت نے مشاہدہ کیا، اسی تاریخ میں آپ نے شکم مادر بزرگوار میں قرار پکڑا، عالم میں سرسبزی کے آثار نمودار ہوئے، ارکان دین استوار ہوئے، زمین وآسمان میں غلغلۂ شادمانی بلند ہوا، اور خطۂ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا:

---

[26]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج۱ ص ۲۷، ۲۸ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

[27]- قباب قبۃ کی جمع ہے، چوٹی کے معنی میں، ہندی میں کلس کہتے ہیں، قباب میں قاف پر زیر ہے، پیش نہیں۔

نظم

شور تھا ہر سو کہ شاہ خوش خصال آنے کو ہے
گلشن پیغمبری کا نونہال آنے کو ہے

ہے مجد دالف ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
وہ امام حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے

دور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں
نور محبوب خدائے ذوالجلال آنے کو ہے

آن کر وہ نور سنت ہر طرف پھیلائے گا
نائب بر حق نبیؐ بے مثال آنے کو ہے

اے صبا گر ہو گذر اس شاہ کے دربار میں
کہیو خدمت میں فقیر پر ملال آنے کو ہے

نو(۹) ماہ چار(۴) روز گذرنے کے بعد اس آفتاب جاہ وجلال ،انوار ذوالجلال، ماحیؔ بدعت نے بوقت مسعود شب جمعہ کو بتاریخ ۱۴/ شوال المکرم ۹۷۱؁ھ (مطابق ۲۶/جون ۱۵۶۴؁ء) برج حمل سے مطلع شاہ سرہند میں طلوع فرمایا، اور اپنے انوار جہاں آراء سے عالم و عالمیان کو منور کیا، ہر گل و غنچہ پر نور تھا اور ہر شگوفہ و بوٹا عکس طور تھا:

نظم

نائب خیر الوریٰ پیدا ہوئے — نور چشم مرتضیٰ پیدا ہوئے
آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی — جس کے تھے مشتاق سب شیخ و صبی
محیؔ احکام دیں پیدا ہوئے — حامیؔ شرع متیں پیدا ہوئے

ہے وہ ذات احمدی ابرار حق | جس سے ہیں پر نور یہ چودہ طبق
صدق صدیقؓ ہے ان سے پر ضیا | عدل فاروقؓ میں آیا انجلا
اور عثمانؓ ضیاء کا ہے ظہور | علیؓ کا ہر طرف پھیلا ہے نور
مصدر انوار پاک مصطفےٰ | ہیں وہ بے شک سایۂ خاص خدا
ان سے ہر سو ہو گئے روشن نجوم | قال صلی اللہ صحابی کالنجوم
ان کے آتے ہی ضلالت کا نشاں | مٹ گیا دنیا سے بے ریب و گماں

زمانۂ طفولیت

بمتابعت آنحضرت ﷺ آپ مختون پیدا ہوئے، آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ وزاری نہ فرماتے، ہر وقت خندہ پیشانی سے رہتے، کبھی آپ برہنہ نہ ہوتے، آپ کا بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا۔

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے حضور

ایک مرتبہ آپ زمانۂ رضاعت میں علیل ہو گئے، آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کیتھلیؒ کو آپ کے اوپر دعاودم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے[28]، انہوں نے آپ کو ملاحظہ فرمایا، اور جوش میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل اور عارف کامل بنے گا اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں مستفید ہونگے، تا قیامت اس کا نور روشن رہے گا، اکثر اولیاء امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں، باخبر

---

[28] -مقامات خیر ص ۴۰ مؤلفہ حضرت شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجددیؒ میں اسی طرح ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ حضرت شاہ کمالؒ اچانک خود ہی تشریف لے آئے تھے، لیکن روضۃ القیومیۃ (ص ۴۵) میں لکھا ہے کہ آپ کو حضرت شاہ کمالؒ کی خدمت میں لے جایا گیا تھا۔

بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے، اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک محبت سے دے دی، آپ نے بہت زور سے اس کو چوسا، شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ طریقۂ قادریہ کی تمام نعمت اس کو پہونچ گئی[29]۔

علم شریعت اور اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداءً آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہوگئے، پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی، ابواب فتح وکشائش آپ پر مفتوح ہوگئے، تحقیق کا مادہ پیدا ہوا، اور آپ مسائل متکلمہ بآسانی حل فرمانے لگے، چند ہی روز میں کتب ضروریہ کے درس سے آپ فارغ ہوگئے، اور دلکش عبارات سے بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے[30]۔

آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقۂ کبرویہ کی اجازت

بعدہ علماء فحول مولانا کمال الدین کشمیریؒ (م ۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء)[31] سے سیالکوٹ جاکر عضدی وغیرہ چند کتب مشکلہ کا درس لیا۔

---

[29]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۵، مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

[30]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۶ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

[31]- حضرت مولانا کمال کشمیریؒ علم ظاہر وباطن دونوں میں اسم بامسمیٰ تھے، اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں تھے، سیالکوٹ اور لاہور میں عرصہ تک آپ کا درس جاری رہا، حضرت مجدد الف ثانیؒ، مولانا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ، اور علامہ سعد اللہؒ (وزیر شاہ جہاں بادشاہ) جیسے اکابر آپ کے ممتاز تلامذہ ہوئے (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۳ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

☆کشمیر میں شیخ یعقوب صیرفی[32] (ولادت ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۲ء -وفات ۱۲/ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۱۵۹۵ء) سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمیؒ کے خلیفہ تھے، (اور حرمین شریفین کے بڑے بڑے نامور محدثین مثلاً: امام ابن حجر مکیؒ، عبدالرحمن بن فہد مکیؒ وغیرہ سے مستفید تھے، نامور محدث اور سلسلۂ کبرویہ کے مقتدا اور پیشوا تھے) سے آپ نے کتب حدیث پڑھ کر سند حدیث اور اجازت طریقۂ کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی[33]۔

☆ قاضی بہلول بدخشانیؒ تلمیذ شیخ الحدیث والمحدثین عبدالرحمن بن فہد مکیؒ (جن کا گھر اباً عن جدٍ صدیوں سے بیت الحدیث تھا) سے تفسیر واجدی مع دیگر مؤلفات واجدی و تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاویؒ، صحیح بخاری مع متعلقات و ثلاثیات وغیرہ، مشکوٰۃ شریف ،ترمذی شریف مع شمائل ترمذی، جامع صغیر سیوطیؒ، قصیدہ بردہ، اور حدیث مسلسل بالاولیۃ کی اجازت حاصل فرمائی، سترہ (۱۷) سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہوگئے، اور بشارت ہوئی کہ آپ طبقۂ محدثین میں داخل کئے گئے، اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے، مختلف ممالک سے صدہا طلبہ جوق درجوق آنے شروع ہوگئے، رات دن درس و تدریس کا مشغلہ تھا،

---

[32]- حضرت مولانا یعقوب کشمیریؒ کے والد ماجد خواجہ حسن عاصمیؒ کشمیر کے امرائے سلطنت میں تھے، شیخ یعقوبؒ کی ولادت ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۲ء میں ہوئی، حفظ قرآن اور تحصیل علوم کے بعد علم باطن کے لئے سمرقند حضرت شیخ حسین خوارزمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے آپ کو بعد تکمیل خرقۂ خلافت عطا فرماکر کشمیر رخصت کردیا، پھر اکبر بادشاہ کے دربار میں پہونچے، بعد ازاں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، بکثرت کتابیں تصنیف کیں، بروز جمعرات ۱۲/ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۱۵۹۵ء کو وصال فرمایا (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۳ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

[33]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۷۴ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

اور حلقۂ حدیث و تفسیر گرم رہتا تھا، آپ کی درسگاہ سے بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے[34]۔

سفر اکبر آباد

اسی اثناء ایک دو مرتبہ دارالخلافۃ اکبر آباد (موجودہ آگرہ، جو اس دور میں پورے ملک کا دارالحکومت تھا) بھی جانا ہوا، وہاں فیضی[35] (ولادت ۹۵۴ھ / ۱۵۴۷ء - وفات ۱۰/صفر ۱۰۰۴ھ مطابق ۱۴/اکتوبر ۱۵۹۵ء) و ابوالفضل (ولادت ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء - وفات ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء) سے ملاقات ہوئی، ان کو راہ راست پر لانے کی تلقین فرمائی، بعدہ واپس وطن مألوف ہوئے[36]۔

---

[34]۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۴ تا ۱۵۶ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ

[35]۔ فیضی شیخ مبارک ناگوری کا بڑا بیٹا ہے، یہ شیعہ تھا، ۹۵۴ھ / ۱۵۴۷ء میں آگرہ میں پیدا ہوا، بیس (۲۰) سال کی عمر میں دربار اکبری میں پہونچ گیا، اور ملک الشعراء کا خطاب پایا، تفسیر بے نقط ۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء میں مکمل کی، ۱۰/صفر ۱۰۰۴ھ مطابق ۱۴/اکتوبر ۱۵۹۵ء کو فوت ہوا (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۷ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

[36]۔ اندازہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ بائیس (۲۲) سال کی عمر میں ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء میں اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے ہونگے (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۶ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ) حضرت نے ایک طویل عرصہ تک یہاں قیام فرمایا، اور تدریسی خدمات انجام دیں، بڑے بڑے علماء آپ کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہوئے، آپ کے علم کی شہرت دربار سلطنت تک پہونچی، یہاں تک کہ خود ابوالفضل اور فیضی آپ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کو دربار میں حاضری کی دعوت دی، لیکن جب آپ آمادہ نہیں ہوئے تو خود بنفس نفیس چل کر یہ دونوں آپ کی قیامگاہ پر حاضر ہوئے، اور پھر اپنے گھر کھانے کی دعوت پیش کی، حضرت نے اس دعوت کو قبول فرمایا، اس کی تفسیر بے نقط میں اس کی مدد فرمائی، اور ان سے روابط بڑھے، لیکن جب آپ کو ان کے عقائد وافکار کا علم ہوا تو ان کو سنبھالنے کی کوشش کی، روضۃ القیومیہ میں اس ضمن میں کئی مباحثات و مناظرات کا ذکر ہے، لیکن وہ اپنی فطرت پر قائم رہا، یہاں تک کہ آپ نے اس سے دوری قائم فرمالی، اسی زمانے میں آپ نے رسالہ "اثبات النبوۃ"، رسالہ تہلیلیہ، اور رسالہ رد روافض جیسی کتابیں لکھیں، اکبر آباد میں حضرت مجددؒ کا قیام اتنا طویل ہوا کہ خود آپ کے والد ماجد کو باوجود ضعف و کبر سنی یہاں تشریف لانا

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبد الرحمن بدخشیؒ (کابلی معروف بہ حاجی رمزی) سے مصافحہ کیا، انہوں نے حافظ سلطان ادہمیؒ سے (جن کی عمر ایک سو دس سال تھی)، انہوں نے شیخ محمودؒ اشعریؒ سے، انہوں نے شیخ عبد معمن حبشیؒ سے، اور انہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے، ان میں سے ایک صاحب جن تھے [37]۔

علم طریقت اور اپنے والد ماجد سے خلافت

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے، آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا، اور ریاضت وعبادت میں مشغول ہوئے، انہوں نے دس (۱۰) سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی [38]۔

پڑا اور حضرت کو اپنے ساتھ لے گئے (حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ا ص ۴۸ تا ۵۳ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی ،ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

[37]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ا ص ۴۷، ۴۸ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

(نوٹ) لیکن روضۃ القیومیہ میں "شیخ عبد معمن حبشی" کی جگہ پر "شیخ سعید" درج ہے، حضرت مولانا شاہ زوار حسینؒ نے جواہر مجددیہ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۶ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ)

[38]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ا ص ۵۵ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

(نوٹ) لیکن روضۃ القیومیہ میں صرف تین (۳) سلاسل کا ذکر ہے: سلسلۂ سہروردیہ، سلسلۂ چشتیہ اور سلسلۂ قادریہ

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدومؒ سے ان کے مخصوص علوم نیز تعلیم کتب تصوف-عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ-حاصل فرمائی اور نسبت فردیت وتوفیق عبادت جوان کوان کے شیوخ سے پہونچی تھی حاصل فرمائی، چنانچہ اس کاذکر آپ نے اپنی کتاب "مبدأ ومعاد" میں اس طرح فرمایاہے کہ:

"اس درویش کوتوفیق عبادت نافلہ کی امداد بھی اپنے والدماجد سے ہی پہونچی، جوان کوچشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی"[39]۔

آپ کے والدماجد کاطریقۂ نقشبندیہ کی توصیف کرنا

حضرت مخدومؒ (آپ کے والدماجد)نے طریقۂ نقشبندیہ کے جوفضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے، کہ اس بادیہ کی شاہراہ اوراس دائرۂ کار کامرکز طائفۂ عالیہ نقشبندیہ کے ہاتھ میں ہے، مگر دنیااس طریقہ کے بزرگ سے خالی ہے،اورافسوس ہے کہ ہم کواس سلسلۂ جلیلہ سے استفادہ کاموقعہ نہ مل سکا۔

افضلیت طریقۂ نقشبندیہ

طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیرکوسب سے افضل سمجھے، ورنہ فیض سے محروم رہتاہے،اس سلسلہ کے پیراعلیٰ سیدناابو بکرصدیق ہیں،جن کی شان یہ ہے کہ :افضل البشر بعدالانبیاء بالتحقیق۔پس آپ کی نسبت ایسااعتقادرکھنے سے

---

[39]- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۵۵ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ،مترجم:مولانامحمدولی اللہ صدیقی،ناشر: مطبع بلبیرپریس ریاست فریدکوٹ پنجاب۔☆مبدأ ومعاد (فارسی مع اردو)ص ۱۱، ۱۲ مؤلفہ حضرت مجددالف ثانیؒ، ادارۂ مجددیہ کراچی)

شریعت وطریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے،علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمامی اصول وفروع میں اتباع سنت واجتناب بدعت بدرجۂ کمال ہے،یعنی اصحاب کبار کا سالباس ہے،انہی کی سی معاشرت ، ویسے ہی افکارواشغال،وہی محاسبۂ نفس ،اور ہر دم کی حضوری ،وہی آداب شیخ ،کم ریاضتیں اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم ،نہ اس میں چلہ کشی ہے، نہ ذکر بالجہر ،نہ سماع ،نہ مزامیر ،نہ قبور پر روشنی ،نہ غلاف نہ چادراندازی ،نہ ہجوم خواتین ،نہ سجدۂ تعظیمی نہ سر کا جھکانا،نہ بوسہ دینا،نہ توحید وجودی ،نہ دعویٰ انا الحق وہمہ اوست، نہ مریدوں کو پیروں کی قدمبوسی کی اجازت ،نہ مرید عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی۔

نظم

کیا سلسلوں میں سلسلۂ نقشبند ہے
جو نقشبند ہے وہ یقیں حق پسند ہے

جس کو حصول سلسلۂ نقشبند ہے
واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے

طالب کو استواریٔ ایمان ہے نصیب
جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دوچند ہے

آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے نیاز مندی

ہمیشہ سے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ کا شوق تھا،اس لئے آپ ہمیشہ بے چین وبے آرام رہتے تھے، کیونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہوگئے تھے، بوجہ ان کی خدمت کے آپ ان کی مفارقت گوارا نہ کرسکتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے والد نے ۱۰۰۷ھ (۱۵۹۸ء) میں وفات پائی،۱۰۰۸ھ (۱۵۹۹ء) میں آپ نے حج کی غرض سے سفر کیا، جب

آپ دہلی پہونچے، مولانا حسن کشمیریؒ سے جو آپ کے دوستوں اور خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ملاقات ہوئی ،انھوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کی تحریک کی ،اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے فرد یگانہ ہیں ، اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں ہے، آپ کی ایک نظر سے وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا ہے، جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضتوں سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ واکابر سلسلہ کے حالات سن رکھے تھے،اور کتابوں میں بھی دیکھے تھے اور اس نسبت کی قابلیت واستعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے، آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے حضرت خواجہؒ سے بیعت کی درخواست کی، حضرت خواجہ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا، ذکر قلبی کی تعلیم فرمائی، فوراً آپ کا دل ذاکر ہو گیا،اور آرام وحلاوت ذکر قلبی والتذاذ تمام حاصل ہوا، یوماً فیوماً ترقیات عالیہ وعروجات متعالیہ ظاہر ہوتے رہے،اور کمال شوق واشتیاق سے گریہ وزاری ہونے لگا۔

مدہوشی وفنا

ایک روز کے بعد بحالت بے خودی ایک دربار محیط اور صور واشکال عالم اس دریا کے سایہ میں نمودار ہوئے، رفتہ رفتہ اس کیفیت بے خودی نے اور بھی غلبہ کیا، کبھی ایک پہر تک رہتی ، کبھی دوپہر اور کبھی تمام شب ،میں (حضرت مجددؒ) نے اپنے خواجہ کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی، تو آپ نے فرمایا، کہ "ایک قسم کی فنا حاصل ہوگئی ہے"

مقام ظلال و فناء الفنا

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا، لیکن موجودہ ذکر کی نگاہ داشت کے لئے ارشاد فرمایا، پھر دو روز کے بعد مجھے "فناء مصطلح "حاصل ہوئی ،تو میں نے خدمت والا میں کیفیت عرض کی ،ارشاد فرمایا کہ تمام عالم کو ایک دیکھتے ہو اور ذات واحد سے متصل پاتے ہو یا نہیں ؟میں نے عرض کیا"ایک پاتا ہوں "فرمایا، فناء الفنا میں یہ بات معتبر ہے کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہو"اسی رات مجھ پر یہی کیفیت گذری تھی ،وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا،اور کہا کہ میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ تعالیٰ اب حضوری میں پاتا ہوں ،(یعنی علم حصولی پالینے کے بعد بلاتوسط حصول صورت علم حضوری پاتا ہوں اور جو اوصاف میری طرف منسوب تھے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف منسوب پاتا ہوں)۔

مرتبۂ علمی

اس کے بعد ایک نور سیاہ رنگ کا ظاہر ہوا،جو تمام اشیاء کو محیط تھا،میں نے اس کی کیفیت بھی عرض کی تو ارشاد فرمایا کہ انبساط جو اس نور میں دکھائی دیتا ہے، علم الٰہی ہے، کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہ ان اشیاء کے ساتھ جو بالا و پستی میں واقع ہے ،وہ منبسط ہے،لہذا اس انبساط کی بھی نفی کرنی چاہئے،اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا،اور تنگ ہونے لگا، حتیٰ کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا۔

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ

فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے،اور حیرت میں آنا چاہئے،میں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا،اور حیرت ظاہر ہوئی، کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق تعالیٰ ہے،

میں نے یہ کیفیت عرض کی ،توفرمایایہی حضور نقشبندیہ ہے(اوراس حضور کو حضور بے غیبت بھی کہتے ہیں،اور بدایت میں نہایت کامندرج ہونااسی مقام میں حاصل ہوتا ہے)۔

مقام فنائے حقیقی وشرح صدر

اس کے بعد پھرایک روزفناحاصل ہوئی، جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں،اوردل میں اس قدروسعت پیداہوگئی، کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلومیں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا۔

مقام حق الیقین وجمع الجمع

اس کے بعد میں نے اپنے آپ کواور ہر فرد عالم کوبلکہ ہر ذرہ کوحق دیکھا،اس کے بعد ہر ذرہ عالم کاالگ الگ اپناعین دیکھا،اوراپنے آپ کوبلکہ ہر ذرہ کواس قدر منبسط اوروسیع پایاکہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سماسکیں،بلکہ اپنے آپ کواور ہر ذرے کوایسا پھیلا ہوانورپایاجوہر ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے،اورعالم کی صورتیں اور شکلیں اس نور میں منفعل مثل لاشے کے ہیں،۔۔جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کی، توفرمایا، کہ توحید میں مرتبۂ حق الیقین یہی ہے،اورجمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے۔

وحدت مطلق میں جان خلق وخداایک ہے
دیکھنا توحید ہے یہ بولنا ترک ادب

مرتبۂ فرق بعدالجمع

بعدہ میں نے آپ کی خدمت بارکت میں حاضر ہوکراپناحال عرض کیاتوارشادفرمایا کہ ابھی تمہاراحضورصاف نہیں ہے،تم اپنے کام میں مشغول رہو،یہاں تک کہ موجود اور موہوم کے درمیان تم پر تمیز ظاہر ہوجائے،اللہ عزوجل نے آپ کی توجہ سے کامل دوروز میں

موہوم اور موجود کے درمیان تمیز ظاہر کردی، اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا، جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی تو ارشاد ہوا کہ مرتبۂ فرق بعد الجمع یہی ہے [40]

نسبت مرادیت و محبوبیت

الحاصل آپ نے دقائق علیہ وواردات مرضیہ واحوال شریفہ بہت ہی تھوڑے دنوں میں حاصل فرمالئے، جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہوسکتے۔

حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادریؒ سے خلافت

سابق میں مذکور ہوا ہے کہ قطب الوجود حضرت غوث اعظمؒ نے اپنا خرقۂ مبارک اپنے جانشین صاحبزادہ حضرت سید تاج الدین عبد الرزاقؒ[41] (ولادت ۱۸ / ذی قعدہ ۵۲۸ھ مطابق ۱۵ / ستمبر ۱۱۳۴ء - وفات دوشنبہ ۶ / شوال المکرم ۶۰۳ھ مطابق ۱۲ / مئی ۱۲۰۷ء یا ۶ /

40۔ حضرت خواجہ سے امام مجدد کی ملاقات اور درجہ بدرجہ مقامات کی مذکورہ تفصیلات حضرت مجددؒ کے ایک مکتوب سے مأخوذ ہیں جو آپ نے مولانا ہاشم کشمیؒ کے نام تحریر فرمایا ہے (دیکھئے: مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۹۰ مطبوعہ امر تسر

41۔ اسم گرامی "عبد الرزاق" کنیت: عبد الرحمن، وابو الفرح، لقب: تاج الدین، حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے فرزند رشید تھے، آپ کی ولادت ۱۸ / ذی قعدہ ۵۲۸ھ مطابق ۱۵ / ستمبر ۱۱۳۴ء کو بغداد میں ہوئی، والد ماجد ہی کے زیر سایہ تمام علوم ظاہری وباطنی مکمل کئے، والد صاحب کے علاوہ حضرت ابو الحسن محمد بن الصائغؒ، حضرت قاضی ابو الفضل محمد بن ناصر الحافظؒ، حضرت ابو کاظم قاسم سعیدؒ اور ابو المظفر محمد الہاشمیؒ سے بھی کئی علوم حاصل کئے، بڑے عالم حافظ اور محدث اور جامع علوم وفنون تھے، ملک عراق کے مفتی تھے، مسلکاً حنبلی تھے، آپ کے تلامذہ میں دبیثی، حافظ ابن النجارؒ صاحب التاریخ، النجیب عبد اللطیفؒ، التقی البلدانیؒ، الضیاء المقدسیؒ اور ابو بکر ابن نقطہؒ جیسے بڑے علماء کے نام ملتے ہیں، رسالہ جلاء الخواطر ملفوظات حضرت غوث الاعظمؒ آپ ہی کا تالیف کردہ ہے، ایک دن والد صاحب کی مجلس میں آسمان پر مردان غیب کی زیارت کی، آپ کے پانچ فرزند اور دو صاحبزادیاں تھیں، دوشنبہ ۶ / شوال المکرم ۶۰۳ھ مطابق ۵ / مئی ۱۲۰۷ء) کو وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے، خزینۃ الاصفیاء میں سن وفات ۵۹۵ھ / ۱۱۹۹ء درج کی گئی ہے، جبکہ تاریخ مشائخ قادریہ مجیدیہ میں تاریخ وفات شوال ۶۲۳ھ / اکتوبر ۱۲۲۶ء لکھی گئی ہے، مگر پہلی تاریخ راجح ہے، اس

شوال ۶۲۳ھ مطابق ۶/اکتوبر ۱۲۲۶ء)کو آپ کے حوالے کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا، اورآپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانۃً چلا آیا تھا، وہ اسی سال آپ کے حوالے کیا گیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر قادریؒ[42] (سے ان کے دادا حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے خواب میں فرمایا کہ اس خرقۂ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاکؓ نے وصیت فرمائی تھی، شیخ احمد سرہندیؒ ظاہر ہوگئے ہیں، اس لئے یہ خرقہ ان کے حوالہ کردو، انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض کرنے میں یہ خیال کرکے تأمل کیا کہ گھر کی نعمت گھر ہی میں رہے تو بہتر ہے، پھر دوبارہ آپ نے ظاہر ہوکر تاکید فرمائی پھر بھی انہوں نے ٹالا، تیسری مرتبہ بحالت غضبناکی ظاہر ہوکر متنبہ فرمایا اگر تم اپنی خیریت اور نسبت کی سلامتی چاہتے ہو تو خرقۂ مبارک اس کے وارث کے حوالے کردو، ورنہ تمہاری نسبت وکرامت سلب کرلی جائے گی ،شاہ سکندرؒ ہیبت زدہ ہوکر خرقہ شریف کے ساتھ آپ کی خدمت میں تشریف لائے، آپ بعد نماز فجر حسب عادت حلقۂ ذکر وتوجہ میں مشغول ومراقب تھے، آپ جب فارغ ہوئے، شاہ

لئے کہ معتبر تواریخ (تکملۃ الاکمال ج ۲ ص ۴۹۲، اورالتاج المکلل للقنوجی ص ۲۲۰) میں اس کا ذکر ہے واللہ اعلم بالصواب (خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۸۰، ۱۸۱ مفتی غلام سرور ☆ الشیخ عبد القادر الجیلانی، الامام الزاھد القدوۃ ص ۲۷۲، ۲۷۳ مؤلفہ الدکتور عبد الرزاق الکیلانی، ناشر دار القلم بیروت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء ☆ قطب الاقطاب حضرت سید عبد الرزاق ص ۴۳ مرتبہ محی الدین قادری ☆ تاریخ مشائخ قادریہ مجیدیہ ص ۴۳، ۴۴ تنویر خان قادری بدایونی)

42۔ حضرت شاہ سکندر بن شاہ عماد الدین بن حضرت شاہ کمال کیتھلی کی ولادت کیتھل میں ہوئی، بچپن ہی میں اپنے جد امجد کی صحبت میں باطنی وروحانی علوم کی تکمیل کی، آپ کو احوال ومواجید اور خرق عادات میں حضرت شاہ کمالؒ کا ورثہ حاصل تھا، حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں، کہ آفتاب کو دیکھنا آسان ہے، لیکن حضرت شاہ سکندرؒ کو نورانیت کے غلبہ کے سبب نگاہ کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے، آپ کی وفات ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں ہوئی، مزار پرانوار قصبہ کیتھل ضلع کرنال میں ہے۔(حضرت مجدد الف ثانی ص ۱۹۲ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب، بحوالہ زبدۃ المقامات و دربار قادری)

صاحب نے خاندان عالیہ قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی، اور خرقۂ مبارک کہ آپ کو تفویض فرمایا ، آپ نے زیب تن مبارک کیا، نسبت قادریہ نے آپ پر غلبہ واستیلا کیا، نسبت نقشبندیہ غائب ہو گئی، بعدہ نسبت نقشبندیہ کو غلبہ ہو گیا، ایسا ہی کئی مرتبہ ہوا۔

ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت

اسی اثناء میں روح مبارک حضرت غوث الاعظمؒ وحضرت امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف لائے۔ ان کے بعد روح پر فتوح حضرت خواجہ نقشبندؒ وحضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبرؓ مع بزرگان سلسلہ تشریف لائے، دونوں حضرات میں باہم اشارات ہوئے ، حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا، اس نوجوان نے بچپن میں ہی بواسطہ ہمارے پوتے سید شاہ کمال کیتھلیؒ کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے، لہٰذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے، حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ ہمارے طریق کا استحقاق اس وجہ سے ان پر زیادہ ہے کہ بتوسط ہمارے خلیفہ خواجہ باقی باللہؒ کے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی امانت معہودہ انہوں نے پائی ہے۔ دونوں بزرگوں کی ارواح طیبات میں یہی گفتگو ہو رہی تھی ، کہ ارواح مقدسہ اکابر سلسلۂ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئیں ، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش فرمایا، کہ آپ کے بزرگوں کی نسبت آبائی واجدادی ہمارے سلسلہ کی ہے، اور آپ نے ہمارے ہی آغوش پرورش میں نشو ونما پایا ہے، اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے، لہٰذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے، اسی طرح عالیہ سہروردیہ کبرویہ طریق کے مشائخ عظام کی ارواح بھی تشریف فرما ہوئیں ، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش کیا، غرض کہ سرہند میں جمیع سلاسل کے پیشرو مشائخ کا اجتماع ہو گیا، ہر ایک سلسلہ کے بزرگ آنجناب کی نسبت اپنے سلسلہ کے لئے خواہش کر رہے تھے، کہ آپ انہی کے سلسلہ کے شیخ قرار دیئے جائیں۔

سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ

مولانا ہاشم کشمیریؒ اور مولانا بدرالدینؒ اپنی اپنی تواریخ میں رقمطراز ہیں، کہ اس وقت اولیاء امت کا سرہند میں ایسا ہجوم ہوا تھا کہ شہر اور نواح شہر کے دیہات وقصبات کے کوچہ و بازار اولیاء کرام سے پر ہوگئے، اور ۱۵/ شعبان ۱۰۱۲ھ (مطابق ۱۶/ جنوری ۱۶۰۴ء) کی صبح سے آخر وقت نماز ظہر تک یہی معرکہ رہا، بالآخر معاملہ خاتم المرسلین ﷺ کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا، اور خورشید رسالت نے ہر ایک کو تسلی اور دلاسہ دے کر فیصلہ فرمایا کہ: آپ سب بزرگوار اپنے اپنے کمالات نسبت بتمام وکمال اس بزرگ کے حوالے کردیں، کہ یہ سب سلسلے میں داخل ہوجائیں، اور تم سب کو علی التساوی حصہ ملے، مگر چونکہ نقشبندیہ سلسلہ خیر البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے، اور اس میں اتباع سنت سنیہ واجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے، لہٰذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، پس یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ وسہروردیہ بپاس خاطر غوث الاعظمؒ ان سے زیادہ ترویج پائیں گے، اور دوسرے سلاسل کبرویہ چشتیہ بھی ان سے مروج ہونگے۔

طریق مجددیہ میں تمام نسبتوں کا شمول

پس جمیع مشائخ عظام نے اپنے اپنے کمالات اور نسبتیں آپ میں القا فرمائیں، آپ نے سب کو اپنے طریق میں امتزاجاً شامل کیا، اور ان کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جناب باری تعالیٰ سے بوساطت رسالت پناہ ﷺ آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئے تھے، مندرج فرمایا، پس طریقۂ مجددیہ تمام امت کے اولیاء کے سلسلوں کا جامع ہے، اور اس طریق کے سالکوں کو ہر

ایک سلسلہ کے اولیاء کا فیض حاصل ہوتا ہے[43]۔

آپ کی شان میں حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہ کے ارشادات

☆میاں شیخ احمد کے طفیل ہم کو معلوم ہوا کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور شاہراہ طریقت اور ہی ہے[44]۔

☆میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں، اور ہم جیسے کتنے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں[45]

☆ہماری اور میاں شیخ احمد کی تمثیل خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور ان کے مرید عبید اللہ کی ہے، اگر پیر زندہ رہتے تو اپنے مرید کا مرید ہوتے[46]۔

☆میاں شیخ احمد کمال مرادوں اور محبوں میں ہیں۔

☆میاں شیخ احمد کے مانند آج زیر فلک کوئی نہیں۔

---

[43]-پوری تفصیل کے لئے دیکھئے: زبدۃ المقامات ص ۱۳۴، ۱۳۵ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ، ☆روضۃ القیومیۃ ص ۱۰۹، ۱۱۱ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، اللہ والوں کی قومی دکان، لاہور ۱۳۳۵ھ

[44]-مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۴۳۔

(نوٹ) واضح رہے کہ حضرت خواجہؒ سے اس قسم کے کئی اقوال وارشادات منقول ہیں، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت خواجہؒ نے امام مجددؒ سے اکتساب فیض کیا تھا یا یہ کہ وہ آپ سے کمتر تھے۔ دراصل لائق وفائق تلمیذ کی بدولت فیاض عالم کی طرف سے شیخ پر خصوصی فیضان ہوتا ہے، اور طالب کے ظرف کے مطابق شیخ کے اوپر فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں، یہ فیضان بھی شیخ ہی کا ہوتا ہے، لیکن چونکہ مرید اس کا واسطہ بنتا ہے کہ اگر اس نے شیخ سے رجوع نہ کیا ہوتا تو خدائے پاک کی طرف سے ان علوم ومعارف اور فیوض وواردات کا نزول نہ ہوتا، اور اس کا بیشتر تجربہ علماء ومشائخ کو ہوتا ہے امام مجددؒ کے بارے میں حضرت خواجہؒ کے ارشادات کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔

[45]-زبدۃ المقامات ص ۳۳۰ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ

[46]-کلیات باقی مکتوب ۸۳ ص ۱۴۰ مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۷ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہؒ

☆صحابہ و تابعین کے بعد شیخ احمد کے مماثل معدودے چند بزرگ گذرے ہیں۔

☆میاں شیخ احمد جامع قطبیت ارشاد و مدار ہیں۔

☆الحمد اللہ ہماری تین چار سال کی محنت رائیگاں نہیں گئی، شیخ احمد عزیز الوجود شخص نے تربیت پائی[47]۔

نظم

کیا اولیاء میں شان مجدد بلند ہے | قطبوں اور غوثوں میں وہ ارجمند ہے
منکر ہے شیخ احمد سرہندی کا وہی | دروازہ جس پہ فیض الٰہی کا بند ہے
جو اعتقاد رکھتے ہیں ان کی جناب میں | ہاں ان کا دو جہان میں رتبہ بلند ہے
صدیق سے عروج و مجددیہ ہے نزول | کیا مستند یہ سلسلۂ نقشبند ہے

حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال

اللہ پاک نے آپ کو بے شمار کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ عطا فرمائے تھے، ان میں سے چند بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے جاتے ہیں:

☆آپ مجدد الف ثانی یعنی دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے تھے۔

☆(صوفیاء نقشبندیہ مجددیہ کی اصطلاح میں) آپ قیوم اول کہلاتے ہیں (جو دیگر صوفیاء کے یہاں قطب اعظم یا غوث اعظم کے ہم معنیٰ ہے)

☆آپ کو (بطور الہام و کشف) خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔

☆آپ کو مرتبۂ فردیت عطا ہوا۔

---

[47]۔ کلیات باقی مکتوب ۸۳ ص ۱۴۰ مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۷ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہؒ

☆ آپ مجموعۂ قطب مدار و قطب ارشاد ہیں[48]۔

☆ آپ کے ہی سلسلہ میں قیامت تک قطب مدار وارشاد ہوا کریں گے۔

☆ آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ کا خرقہ عطا کیا گیا۔

☆عبادت و ملاحت ممتزجہ عطا ہوئی۔

☆ آپ کو ضمنیت آنحضرت ﷺ واصالت و کرامت عطا ہوئی۔

☆ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔

☆ آپ پر علم الیقین اور حق الیقین ظاہر کیا گیا۔

☆ آپ پر مقامات تعین حبی و وجودی ظاہر کئے گئے۔

☆ آپ کی زیارت کے لئے کعبہ شریفہ آیا اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنویں میں آب زمزم برآمد ہوا۔

☆ آپ کے طریقہ میں تمام اولیاء کے فیوض ممتزج اور شامل ہیں، آپ کا طریقہ افضل اور سہل ہے۔

☆ آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے، اوراس میں مقامات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت بھی شامل ہیں، وغیرہ[49]۔

---

[48]-اولیاء کے مناصب یہ ہیں: اول قطب الاقطاب، بعدہ فرد، پھر غوث اور قطب مدار، سلف کے نزدیک غوث اور قطب ایک ہی ہیں، چہار (۴) اوتاد اور چالیس (۴۰) ابدال، ان کے بعد نجباء، نقباء، شرفاء اور رجال الغیب ہیں۔۔۔

حضرت مجدد صاحبؒ اولیاء کے مذکورہ بالا مناصب کو تسلیم نہیں فرماتے، غوث کو قطب مدار سے جدا کرتے ہیں، اور مناصب ولایت جداگانہ بیان فرماتے ہیں، مثلاً: خلافت، امامت، سابقیت، خالصیت، تخلصیت، اصالت اور قیومیت وغیرہ وغیرہ (حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۷، ۸ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۵۶)

قصیدہ

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا
کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدد الف ثانی کا

پلادے وہ مئے عرفاں کہ زائل ہو خودی جس سے
رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانی کا

رہے نام ونشاں مرا نہ کچھ ذات وصفت باقی
رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی کا

کرامت ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
بنانا قطب و غوث اکبر مجدد الف ثانی کا

آپ کے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق میں فرق

اولیاء سلف کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے:

☆**سیر الی اللہ:** اس میں عالم خلق، عالم امر، واحدیت، وحدیت کی سیر ہوتی ہے۔

عالم خلق سے مراد مخلوق تحت العرش، اور عالم امر سے مخلوق فوق العرش ملائک وغیرہ۔

واحدیت سے مفصل صفات الٰہی، وحدت سے مجمل صفات الٰہی، احدیت سے ذات بحت جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے، (عالم مثال اور عالم شہادت وحدیت کے ماتحت ہیں، احدیت، وحدت، واحدیت، عالم مثال، عالم شہادت ان پانچوں کو حضرات الخمس کہتے ہیں)

---

[49] - اس کے بہت سے اجزاء روضۃ القیومیہ میں موجود ہیں (دیکھئے: حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۶۸ تا ۷۲ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

یہ مراتب محض اعتباری ہیں ،ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے جو قدم سے امکان تک موجود ہے۔

☆**سیر فی اللہ:** اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے، جس کو آپ اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ یہ سیر حقیقتاً ظلال اسماء صفات کی ہے۔

☆**سیر عن اللہ یااللہ:** اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔

جبکہ آپ (حضرت مجددؒ) کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے:

☆**ولایت صغریٰ یاولایت اولیاء:** اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے، نیز وہ سیر جس کو دیگر اولیاء نے سیر فی اللہ سمجھا ہے، اور حقیقت میں وہ سیر ظلال ہے۔

☆**ولایت کبریٰ یاولایت انبیاء:** اس میں اصل اسماء وصفات کی ہوتی ہے، جو اور طریقوں میں نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور سولہ سترہ مقامات مفصلہ ذیل ہیں:

۱-ولایت علیاء یاولایت ملائک ، ۲-کمالات نبوت ، ۳-کمالات رسالت ، ۴-کمالات اولوالعزمی، ۵- قیومیت اشیاء، ۶- حقیقت کعبہ، ۷- حقیقت قرآن، ۸- حقیقت صلوٰۃ، ۹- بعض لوگوں کے نزدیک "حقیقت صوم، ۱۰- معبودیت، ۱۱- عبدیت، ۱۲- خلت حقیقت ابراہیمیہ، ۱۳-محبت حقیقت موسویہ، ۱۴- محبوبیت ممتزجہ حقیقت محمدیہ، ۱۵- محبوبیت ساذجہ حقیقت احمدیہ، ۱۶- تعین حبی، ۱۷- تعین وجودی، اس کے بعد دائرۂ لاتعین، یعنی ذات بحت مع

الصفات الثمانیۃ الحقیقیۃ[50]۔

مرض الموت اور وصال پر ملال

شب برأت ۱۰۳۳ھ (مطابق یکم جون ۱۶۲۴ء) کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمادیا کہ اسی سال میں ہوگی، حتیٰ کہ آپ عبدالاضحیٰ کی نماز سے فراغت پاکر در دولت کو تشریف لائے، تو اپنے خلفاء و مریدین سے فرمایا کہ بموجب عدد عمر آنحضرت ﷺ میری عمر بھی ترسٹھ (۶۳) سال ہوگی، اور اس کا وقت قریب ہوگیا ہے، آپ سب کو لازم ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے رہیں، پانچ روز کے اندر ہی آپ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہوگیا، حتیٰ کہ ۱۲/ محرم ۱۰۳۴ھ (مطابق ۲۴/ اکتوبر ۱۶۲۴ء) ہوئی، آپ نے تعداد ایام باقیہ ظاہر فرمادی، اور ایک روز اپنے والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے، اور دیر تک مراقب رہے، اور اس قبرستان کے اہل قبور کے لئے بہت کچھ دعائے مغفرت فرمائی، اور وہاں سے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدینؒ کے مزار پر تشریف لے گئے، اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا، اور وہاں سے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرماکر رخصت ہوئے، اور دولت خانہ کو تشریف لائے، حتیٰ کہ ۲۲/ صفر ۱۰۳۴ھ (۳/ دسمبر ۱۶۲۴ء) کو آپ نے اپنے مریدین اور صاحبزادگان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ سب کچھ عطافرمایا جو بشر کو عطا کیا جاسکتا ہے، یہ سن کر سب پر آپ کی جدائی کے غم کے آثار پیدا ہوئے، ۲۳/ صفر ۱۰۳۴ھ (مطابق ۴/ دسمبر ۱۶۲۴ء) کو آپ نے تمام لباس فقراء کو خیرات کردیا، اور مرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا، وہ شب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا باصرار تمام آپ اٹھ کر بیٹھے اور

---

[50]- دیکھئے: حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۶ تا ۷ و ص ۶۵ تا ۶۷ تا مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب ☆ ومکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۷۷ و دفتر اول، مکتوب نمبر: ۲۸۷، ۳۰۲، و مکتوب نمبر: ۲۵۶

جو حقائق کہ منکشف ہوئے تھے، بیان فرمائے، کہ میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہونچا، اور آواز آئی کہ یہ حقیقت کعبہ ہے، اس کے بعد اور عروج ہوا اور مقام صفات حقیقیہ تک پہونچا، جو بوجود ذات موجود ہیں، پھر میں شیونات ذاتیہ تک پہونچا، وہاں سے ذات بحت تک پہونچا جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے معریٰ ہے اور گرد ظلیت وہاں تک راہ نہ پائی، اس کے بعد ضعف کا غلبہ ہو گیا، تہجد کی نماز وضو کر کے کھڑے ہو کر ادا فرمائی، صبح کی نماز بھی باجماعت پڑھی، پھر اشراق کی نماز جمعیت کے ساتھ ادا کی، اور تمام ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہے، اور مراقبہ میں مصروف ہو ہو جاتے تھے۔

بستر پر اس طرح لیٹے کہ سر شمال کی طرف، منہ قبلہ کی طرف، داہنا ہاتھ ٹھوڑی مبارک کے نیچے، اور ذکر میں مشغول ہوئے، سانس کی تیزی کو صاحبزادہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا، کہ مزاج کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، اچھا ہے، جو دو رکعت نماز پڑھ چکے ہیں، کافی ہیں، یہ حکم کا آخری کلام تھا، اس کے بعد اللہ اللہ جاری رہا، ۲۸ / صفر ۱۰۳۴ھ (مطابق ۱۰ / دسمبر ۱۶۲۴ء) کو بروز دوشنبہ بوقت اشراق داعی اجل کو لبیک فرمایا۔

نقل ہے کہ اس روز زمین و آسمان روتے رہے، آسمان کا رونا اس کا چاروں طرف سے سرخ ہونا ہے، اسی طرح کتاب صدر میں ہے، آپ کو غسل دیتے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ دونوں ہاتھ مثل نماز کے بستہ تھے، کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھول دیئے گئے، پھر ویسے ہی ہو گئے، آپ کا چہرۂ مبارک متبسم تھا، آپ کا مدفن شریف وہی گنبد ہے، جس میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ محمد صادقؒ مدفون ہیں، وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے [51]۔

---

[51]- زبدۃ المقامات ص ۲۹۶ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ ☆حضرات القدس ۱۷۹☆ حضرت مجدد الف ثانی ص ۲۵۵ تا ۲۵۸ مؤلفہ مولانا سید شاہ زوار حسینؒ۔

نسبی یادگاریں

آپ کے سات (۷) صاحبزادے اور تین (۳) صاحبزادیاں تھیں:

حضرت خواجہ محمد صادقؒ

☆اکبر الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادقؒ ۱۰۰۰ھ (مطابق ۱۵۹۲ء) میں پیدا ہوئے، تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کر لیا، (آپ نے فنون عربی شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے اور علوم حکمیہ مولانا محمد معصوم کابلیؒ سے پڑھے، روحانی تعلیم حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور اپنے والد ماجد حضرت امام مجددؒ سے حاصل کی اور مراتب کمال تک پہونچے) آپ کی ذات بابرکات میں انواع واقسام کے فضائل جمع تھے، بتاریخ ۹ / ربیع الاول ۱۰۲۵ھ (مطابق ۲۸ / مارچ ۱۶۱۶ء) بروز دوشنبہ بعمر اٹھارہ (۱۸) سال بعلالت وبائی وصال فرمایا (مکتوبات امام ربانی میں آپ کے نام پانچ مکتوبات ہیں، آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے شیخ محمدؒ تھے، جن سے آپ کی نسل جاری ہوئی)[52]

خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

شوال ۱۰۰۵ھ (مطابق ۳۱ / مئی ۱۵۹۷ء) میں پیدا ہوئے، آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں مثل برادر معظم کامل و مکمل تھے، (کتب درسیہ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے پڑھیں، کچھ کتابیں بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ سے بھی پڑھیں، حدیث کی کتابیں اپنے والد ماجد اور شیخ عبد الرحمن رمزیؒ سے پڑھیں، اور سند حاصل کی، تحصیل علم ہی کے زمانہ میں اپنے والد ماجد سے علوم باطن بھی حاصل کئے) ۲۷ / جمادی الثانیہ ۱۰۷۰ھ (مطابق ۹ / مارچ ۱۶۶۰ء) کو وصال

---

[52]۔ زبدۃ المقامات ص ۳۰۶ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ ☆مقامات خیر ص ۵۸ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زید ابو الحسن فاروقیؒ

ہوا،اسی مقبرہ میں بجانب مشرق آپ مدفون ہیں ، آپ کے لئے بھی جگہ مثل حضرت والدبزرگوارروضۂ شریف میں وسیع ہوگئی تھی، آپ کے آٹھ (۸)صاحبزادے اورپانچ (۵) صاحبزادیاں تھیں،صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

☆شاہ عبداللہؒ☆شاہ لطف اللہؒ☆مولوی فرخ شاہؒ☆شیخ سعدالدینؒ☆شیخ عبدالاحدؒوحدت المعروف بہ شاہ گل☆شیخ خلیل اللہؒ☆شیخ محمدیعقوبؒ☆شیخ محمد تقیؒ۔

(قلمی یادگاروں میں آپ کی مکتوبات صد مطبوعہ ہے،غالباً پہلی مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی مجددی نقشبندیؒ نے لاہور ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا تھا[53])

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانیؒ

۱۱/شوال ۱۰۰۷ھ (مطابق ۷/مئی ۱۵۹۹ء) کو پیدا ہوئے، آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں فرید دہر اور وحید عصر تھے،بعد والدبزرگوارآپ ہی کو منصب قیومیت سے سرفرازی بخشی گئی،۹/ربیع الاول ۱۰۷۹ھ (مطابق ۱۹/اگست ۱۶۶۸ء بروز شنبہ) کووصال ہوا،ایک عظیم الشان گنبد میں آپ کا مزارشریف ہے،اوراس کے قریب ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے،جو آپ ہی کے نام سے منسوب ہے،آپ کی اولاد میں چھ (۶)صاحبزادے اورپانچ (۵) صاحبزادیاں ہیں،صاحبزادوں کے نام یہ ہیں؛

(۱)حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ :ولادت ۱۰۳۲ھ (مطابق ۱۶۲۳ء)وفات ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ (مطابق ۱۷۰۸ء)مزارشریف روضۂ مبارک قیوم ثانی میں ہے۔

(۲) شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث :ولادت ماہ ذی قعدہ ۱۰۳۴ھ (مطابق ۱۶۲۵ء)،وفات ۹/محرم ۱۱۱۵ھ (مطابق ۲۳/جون ۱۷۰۳ء)مزارایک گنبدبزرگ میں بجانب

[53]۔ حضرت مجددالف ثانی ص ۳۳۷ تا ۳۹۷ مؤلفہ مولاناسید شاہ زوار حسینؒ۔بحوالہ زبدۃ المقامات وروضۃ القیومیۃ وغیرہ

شمال واقع ہے۔ واضح ہو کہ حضرت محمد زبیر قیوم رابعؒ آپ کے صاحبزادہ شیخ ابو العلیٰ کی اولاد میں ہوئے ہیں، گویا آپ کے نبیرہ ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بہ مروج الشریعۃ: ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ (مطابق ۵/ اپریل ۱۶۲۸ء)، وفات ۱۹/ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ (مطابق ۱۴/ جولائی ۱۶۷۲ء) مزار روضۂ قیوم ثانی میں ہے۔

(۴) حضرت خواجہ محمد اشرف محبوب اللہ: ولادت ۱۰۴۸ھ (مطابق ۱۶۳۸ء)، وفات ۱۱۱۷ھ (مطابق ۱۷۰۵ء)

(۵) حضرت خواجہ سیف الدین المعروف بہ محی السنۃ: ولادت ۱۰۵۹ھ (مطابق ۱۶۴۹ء)، وفات ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ (مطابق ۲۹/ اپریل ۱۶۸۵ء) مزار ایک گنبد کلاں میں بجانب جنوب واقع ہے۔

(۶) حضرت شیخ محمد صدیق المعروف بہ مقبول اللہ: ولادت ۱۰۵۹ھ (مطابق ۱۶۴۹ء)، وفات ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۱۳۰ھ (مطابق ۲۶/ مارچ ۱۷۱۸ء) مزار شریف علحدہ مقبرہ میں رو برو مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے۔

تتمہ

کتاب یہیں پر پوری ہوگئی ہے، حضرت مجددؒ کے باقی صاحبزادگان کا ذکر حضرت مؤلفؒ نے نہیں کیا ہے، غالباً اس لئے کہ سلسلہ میں ان کا تذکرہ نہیں آتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے باقی صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۴) حضرت خواجہ محمد فرخ: ولادت ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۶۰۱ء، وفات ۷/ ربیع الاول

۱۰۲۵ھ مطابق ۲۴/مارچ ۱۶۱۶ء بہ عمر پندرہ (۱۵) سال

(۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ: ولادت ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء، وفات ۷/ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۲۴/مارچ ۱۶۱۶ء بہ عمر آٹھ (۸) سال

(۶) حضرت خواجہ محمد اشرف: وفات بہ عمر دو (۲) سال

(۷) حضرت خواجہ محمد یحیٰ: ولادت ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۶۱۵ء یا ۱۶۱۸ء، وفات جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ یا ۱۰۹۸ھ مطابق مئی ۱۶۸۵ء یا ۱۶۸۷ء[54]

خاندان مجددی کے تفصیلی حالات کے لئے بہت سی مطول کتابیں موجود ہیں، تفصیل کے لئے ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

----

[54]۔ حضرت مجدد الف ثانی ص ۷۲۵ تا مؤلفہ مولانا سید شاہ زوار حسینؒ۔ بحوالہ زبدۃ المقامات وروضۃ القیومیۃ وغیرہ

ماخذومراجع

1-القرآن الكريم

کتب تفسیر

2- تفسير القرآن العظيم ج المؤلف : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى : 774هـ)المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر : دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة : الثانية 1420هـ - 1999 م عدد الأجزاء : 8

3- تفسير الجلالين المؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد المحلي المتوفى:864هـ)وجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكرالسيوطي (المتوفى:911هـ

4- أنوار التتريل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي المؤلف : ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمربن محمدالشيرازي البيضاوي (المتوفى:685هـ

5-تنوير المقباس من تفسير ابن عباس المؤلف : ينسب لعبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - (المتوفى : 68هـ)، جمعه محمد بن يعقوب الفيروز آبادى (المتوفى : 817 هـ)

6- روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني المؤلف:شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى : 1270هـ)

7-تفسیر المظہری مؤلفہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندیؒ (۱۱۴۳ھ - ۱۲۲۵ء) تحقیق:احمد عزوعنایہ،ناشر:داراحیاء التراث العربی،بیروت لبنان،۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

کتب احادیث

8-الجامع الصحيح سنن الترمذي المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي

السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق :أحمدمحمد شاكر و آخرون عدد الأجزاء:5 الأحاديث مذيلةبأحكام الألباني عليها. قال الشيخ الألباني:حسن صحيح

9-سنن أبي داود المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء:4 مصدر الكتاب:وزرارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي [ملاحظات بخصوص الكتاب]1- موافق للمطبوع

10- المستدرك على الصحيحين المؤلف : محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1411 – 1990 تحقيق:مصطفى عبد القادر عطاعدد الأجزاء : 4مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص

11-دلائل النبوة للبيهقي المؤلف:أحمدبن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى : 458هــ)مصدر الكتاب :موقع جامع الحديث [الكتاب مرقم آلياغير موافق للمطبوع]إعداد البرنامج وتركيبه : المفتي محمد عارف بالله القاسمي

12- الزهد ويليه الرقائق المؤلف : عبد الله بن المبارك بن واضح المرزوي أبو عبد الله الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي

13- الطبقات الكبرى المؤلف : أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هــ)المحقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر – بيروت الطبعة : 1 – 1968 م عدد الأجزاء : 8

14- جامع العلوم والحكم بشرح خمسين حديثا من جوامع الكلم المؤلف : ابن

رجب الحنبلي المحقق : ماهر ياسين فحل ، وقد جعل تحقيقه للكتاب مجانا فجزاه الله خيرامصدر الكتاب : موقع صيد الفوائد إعداد البرنامج : المفتي محمد عارف بالله القاسمي

سیر وسوانح وتصوف

15-الإصابة في معرفة الصحابة المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ

16-الوافي بالوفيات المؤلف : صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي (المتوفى : 764هـ

17-ثقات ابن حبان المؤلف : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى : 354هـ)مصدر الكتاب : موقع يعسوب)

18-☆نفحات الانس للجامیؒ، مترجمہ: شمس بریلوی، مکتبہ الحسنات دہلی، ۲۰۱۰ء

19- مبدا ومعاد (فارسی مع اردو) مؤلفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارۂ مجددیہ کراچی

20-مکتوبات امام ربانی مطبوعہ امرتسر

21-حضرات القدس مؤلفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ، محکمۂ اوقاف پنجاب لاہور، ۱۹۷۱ء-

22-زبدۃ المقامات مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ،

23-روضۃ القیومیۃ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، اللہ والوں کی قومی دکان، لاہور ۱۳۳۵ھ

24- حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

25-خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ، مطبوعہ لاہور

26-مقامات خیر مؤلفہ حضرت مولانا زید ابو الحسن فاروقی مجددیؒ، ناشر شاہ ابو الخیر اکیڈمی، دہلی ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء

27-حضرت مجدد الف ثانیؒ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ، ناشر: زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی، ۲۰۱۲ء

28-الشیخ عبد القادر الجیلانی، الامام الزاھد القدوۃ مؤلفہ الدکتور عبد الرزاق الکیلانی، ناشر دار القلم بیروت، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء

29-قطب الاقطاب حضرت سید عبد الرزاق مرتبہ محی الدین قادری

30-تاریخ مشائخ قادریہ مجیدیہ، مؤلفہ: تنویر خان قادری بدایونی، ناشر: تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں، ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۴ء

31-کلیات باقی مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء

32-تذکرۂ مشائخ قادریہ مؤلفہ: مولانا محمد دین کلیم قادری، ناشر مکتبۃ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء